اِمامیہ دِینیات

درجہ چہارم

تنظیم المکاتب

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

امامیہ اردو دینیات

درجہ چہارم

نظیم المکاتب

معلمّ کے لئے ہدایت

۱۔ الفاظ کے معنی لکھوا کر یاد کرائے جائیں۔ مطلب ذہن نشین کرایا جائے۔

۲۔سبق کے بعد والے سوالات کے جوابات مختصر لکھوا کر زبانی یاد کرائے جائیں۔

۳۔مسائل میں جہاں ضرورت ہو وہاں عملی تعلیم دی جائے۔

اور

مسائل زبانی یاد کرا جائیں

پہلا سبق

ضرورت مذہب

درخت جنگل میں بھی اُگتے ہیں، باغ اور چمن میں بھی لگائے جاتے ہیں لیکن جنگل میں آدمی جاتے ہوئے ڈرتا ہے اور باغ میں جانے کو اس کا جی چاہتا ہے۔ یہ صرف اس لئے ہے کہ جنگل میں کسی قاعدہ اور قانون کے بغیر درخت اُگتے ہیں اور باغ میں قاعدے سے لگائے جاتے ہیں۔ جنگل میں کوئی مالی درختوں کی دیکھ بھال نہیں کرتا ہے اور باغ میں مالی درختوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

انسانوں کو بھی اگر بغیر قاعدہ اور قانون کے جینے کا موقع دیا جائے تو انسانوں کی آبادی بھی جنگل کا نمونہ بن جائیگی اور اگر قاعدہ اور قانون سے لوگ زندگی بسر کرینگے تو آدمیوں کی بستیاں جنت کا نمونہ بن جائینگی۔ لہذا ضرورت ہے ایک ایسے قانون کی جو انسان کو جینے کا طریقہ بتائے اور اسی قانون کا نام مذہب ہے۔ انسانوں کے اسی چمن باغبان اور مالی نبی اور امام ہوتے ہیں جن کو خدا نے ہمیشہ ہماری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔

سوالات:

۱۔ انسانوں کا قانون کا پابند ہو کر رہنا ضروری کیاں ہے ؟

۲۔ مذہب کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا مقصد ہے ؟

دوسرا سبق

کیا خدا نہیں ہے؟

اس دنیا میں جہاں بے شمار مذہب والے پائے جاتے ہیں وہاں کچھ لوگ لامذہب بھی ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو دہریہ کہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ دنیا بغیر کسی خدا کے ایک دن آپ ہی آپ پیدا ہو گئی ہے اور ایک دن آئے گا جب آپ ہی آپ مٹ جائے گی۔

ان لوگوں کے سامنے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے لئے کہا جا سکے کہ یہ خود بخود پیدا ہو گئی ہے لیکن صرف خدا کا انکار کرنے کے لئے یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ پوری دنیا بغیر پیدا کرنے والے کے پیدا ہو گئی ہے۔

ہمارے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک دہریہ آیا۔ جس کا نام عبد اللہ ویصانی تھا۔ اس نے اصحاب کے سامنے حضرتؑ سے خدا کے بارے میں بحث کرنا چاہی۔ آپ نے اُس سے پوچھا "تیرا نام کیا ہے؟"

وہ جواب دیئے بغیر چلا گیا۔ اصحاب نے حیرت سے پوچھا۔ "حضور! یہ شخص کیوں چلا گیا۔ یہ تو آپ سے بحث کرنے آیا تھا؟"

آپ نے فرمایا۔ "بحث ختم ہو گئی اور وہ اپنی بحث میں ہار گیا اس لئے شرمندہ ہو کر چلا گیا۔"

اصحاب نے عرض کی۔ "مولا! اس نے تو کوئی بات ہی نہیں کی، پھر بحث کیسے ختم ہو گئی؟"

آپ نے فرمایا۔ "میں نے اس کا نام پوچھ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ نام بتانے پر میں فوراً اُس سے سوال کروں گا کہ اگر اللہ نہیں ہے تو پھر تو عبد اللہ کیونکہ ہے؟ عبد اللہ کے معنی ہیں اللہ کا بندہ۔ جب اللہ ہی نہیں تو بندہ کہاں سے آگیا؟"

حضرت یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ بغیر خدا کے بندے کا وجود محال ہے اور جب بندے موجود ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کا پیدا کرنے والا خدا بھی موجود ہے۔

سوالات:

۱۔ کیا دہریوں کے سامنے کوئی ایسی چیز ہے جو خود بخود بن گئی ہو؟

۲۔ دہریہ بحث میں کیسے ہارا؟

تیسرا سبق

اگر دو خدا ہوتے

ہم نے دنیا میں یہ تجربہ کیا ہے کہ جب کسی کام کو دو آدمی مل کر انجام دیتے ہیں تو اُن میں کبھی آپس میں میل جول رہتا ہے ، کبھی اختلاف ہو جاتا ہے۔

میل جول کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کی رائے کے پابند اور ایک دوسرے کے مشورہ کے محتاج رہتے ہیں اور اختلاف کی صورت میں کوئی کام انجام نہیں پاتا۔یہی حال دو خداؤں کا ہے۔ اگر دو خدا ہوتے تو یا آپس میں اتفاق ہوتا یا اختلاف ہوتا۔ اگر دونوں میں اتفاق ہوتا تو دونوں ایک دوسرے کے محتاج اور اس کی رائے کے پابند ہوتے اور محتاجی اور پابندی صرف بندوں میں پائی جا سکتی ہے۔ خدا میں نہیں پائی جا سکتی۔ خدا نہ کبھی کسی کا محتاج ہو سکتا ہے نہ پابند، ورنہ وہ خدا نہ رہے گا۔ اور اگر دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ ایک نے کہا پانی برسنا چاہئیے ، دوسرے نے کہا نہیں برسنا چاہئیے تو اس جھگڑے میں دنیا کا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا۔ کیونکہ دونوں کی بات تو چل نہیں سکتی۔ ایک ہی کی چلے گی۔ جس کی بات چلے گی وہ طاقتور ہوگا اور جس کی بات نہ چلے گی وہ کمزور ہوگا۔ جو طاقتور ہوگا اُسی کی خدائی باقی رہے گی اور جو کمزور ہوگا اس کی خدائی ختم ہو جائے گی۔

اسی لئے ہ کو ماننا پڑتا ہے کہ خدا ایک ہے۔

سوالات :

۱۔دو خدا ہوتے تو کیا ہوتا ؟

۲۔ خدا کو ایک کیاں ماننا پڑتا ہے ؟

چوتھا سبق

غیب پر ایمان

اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے کہ اس نے جہاں انسانوں کو آنکھوں سے کام لینا سکھایا ہے وہاں عقل سے کام لینے کا بھی حکم دیا ہے۔ آنکھ کا کام اُن چیزوں کو دیکھنا ہے جو ظاہر ہیں اور عقل کا کام ان چیزوں کو دیکھنا ہے جو جائز ہیں اور آنکھوں سے نظر نہیں آسکتیں۔

دنیا میں بہت سی چیزیں آنکھ سے دیکھنے کے بعد مانی جاتی ہیں۔ مثلاً سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، سمندر وغیرہ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو آج تک کسی کو دکھائی نہیں دی ہیں مگر لوگ ان کو بغیر دیکھے مانتے ہیں جیسے کرنٹ، روح، عقل وغیرہ۔ ہم نے بجلی کے تار دیکھے ہیں مگر اس پر دوڑتی ہوئی بجلی نہیں دیکھی ۔ روح کی وجہ سے ہم سب زندہ ہیں مگر کسی نے روح کو دیکھا نہیں۔ عقل سے سب کام لیتے ہیں مگر عقل آج تک کسی کو دکھائی نہیں دی۔

اسی طرح مذہب نے بھی کچھ چیزیں بتائی ہیں جن کا ماننا اور اُن کے ہونے پر یقین و ایمان رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ یہ باتیں خدا اور رسولؐ کی بتائی ہوئی ہیں جو سچے تھے اور ان کی بیان کی ہوئی کوئی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔

جن، ملائکہ، حور، غلمان، جنت، دوزخ، کوثر، وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو خدا نے پیدا کیا ہے مگر وہ نظر نہیں آتی ہیں۔ لیکن ہم مسلمان ان کے وجود کا قرار کرتے ہیں کیونکہ رسولؐ نے بیان کیا ہے کہ یہ چیزیں ہیں۔

غیب پر ایمان لانا ہی حقیقی اسلام ہے جو شخص غیب پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسلام خدا کے یقین سے شروع ہوا ہے جو غائب ہے اور قیامت اصول دین کی آخری بات ہے جو غائب ہے۔

بارہویں امامؑ غائب ہیں۔ بحکم خدا انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ آپ کی غیبت پر ایمان رکھنا اور آپ کے وجود کا یقین رکھنا اسلام کا ایک ایسا جز ہے جس کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہو سکتا۔

سوالات :

۱۔ پھول، آم، سیب، روح، عقل، بجلی۔ ان چیزوں میں کون کون آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں اور کون کون عقل سے ؟

۲۔ قرآن اور برزخ میں سے آنکھ سے دیکھ کر کس پر ایمان ہوتا ہے اور عقل سے دیکھ کر کس پر ؟

۳۔ جس کا ایمان غیبت پر نہیں اس کو مسلمان کہینگے یا نہیں ؟

پانچواں سبق

توکل

توکل کے معنی ہیں بھروسہ کرنا۔ انسان کو چاہئیے ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرے۔ ساری نعمتیں چھین جائیں تو بھی مایوس نہیں ہونا چاہئیے اور ساری دنیا مخالف ہو جائے تو بھی ڈرنا نہیں چاہئیے۔ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اُسے ہر نعمت عطا کرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ اور کسی سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ ہر نفع اور ہر نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جسے خدا بچائے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا اور جسے خدا مٹائے اُسے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اور اسی طرح خدا جسے محروم کر دے اُسے کوئی کچھ دے نہیں سکتا اور جسے خدا مالامال کر دے اس سے کوئی کچھ چھین نہیں سکتا۔

جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتا ہے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ خدا سے نہ ڈرنے والا بزدل ہوتا ہے۔ جو صرف خدا سے امید رکھتا ہے وہ بندوں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا، بندوں کی خوشامد کرنے کے بجائے اپنے خدا کے سامنے گڑگڑاتا ہے، نااُمیدیوں میں بھی مایوس نہیں ہوتا ایسے شخص کو خدا، بندوں کے سامنے ذلیل نہیں کرتا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے لاکھوں من آگ میں ڈالا تھا تو آگ کے شعلوں میں جاتے ہوئے آپ نہیں ڈرے کیونکہ آپ صرف خدا سے ڈرتے تھے۔ شعلوں میں جانے کے بعد بھی جناب ابراہیمؑ مایوس نہیں ہوئے کیونکہ آپ صرف خدا سے امید رکھتے تھے۔ اللہ نے بھی آگ کو ٹھنڈا کر کے جناب ابراہیم کو بچا لیا۔ لہذا ہم کو بھی کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور ہمارے دل سے کبھی خدا کا خوف نہیں نکلنا چاہئے۔ ہم کو خدا سے اس طرح نہیں ڈرنا چاہئیے جس طرح ہم ظالم یا درندے سے ڈرتے ہیں کیونکہ اس صورت میں صرف ڈر ہی ڈر ہوتا ہے امید کی کوئی جھلک نہیں ہوتی بلکہ اس طرح ڈرنا چاہئیے جس طرح ہم ماں باپ یا استاد سے ڈرتے ہیں جہاں خوف کے ساتھ امید اور سہارا بھی ہوتا ہے۔

سوالات:

۱۔ توکل کے کیا معنی ہیں؟

۲۔ اللہ نے جناب ابراہیم کو آگ سے کیوں بچایا؟

۳۔ اللہ سے کس طرح ڈرنا چاہئیے؟

چھٹا سبق

عدل

عدل کے معنی یہ ہیں کہ خدا ہر برائی سے پاک ہے۔ اُس کی ذات میں ہی مکمل موجود ہے۔ نہ وہ کوئی بڑا کام کر سکتا ہے اور نہ کوئی ایسے کام کے کرنے سے رُک سکتا ہے اور نہ جس کا کرنا ضروری ہو لہذا نہ خدا ظلم کر سکتا ہے اور نہ ظالم کو سزا دینے سے رُک سکتا ہے۔

خدا کے ہر برائی سے پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی برا کام کوئی شخص تب کرتا ہے جب اسے اس کی برائی معلوم نہ ہو یا برائی جانتا ہو لیکن کسی نفع کے لئے جان بوجھ کر برائی کرے۔ خدا میں یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں۔ وہ عالم ہے لہذا ہر برائی کو جانتا ہے اور غنی ہے لہذا اس کو کسی چیز کی ضرورت یا لالچ نہیں ہے اس لئے وہ برائی نہیں کر سکتا۔

دوسری دلیل خدا کے عادل ہونے کی یہ ہے کہ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ ظلم نہ کریں۔ قرآن مجید میں بھی یہ حکم بار بار آیا ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھی اس کا یہ حکم بیان کیا ہے لہذا ظلم نہ کرنے کا حکم دیکر وہ خود کیسے ظلم کر سکتا ہے ؟

تیسری دلیل خدا کے عادل ہونے کی یہ ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ برے کام کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالوں گا اور اچھے کام کرنے والوں کو جنت دونگا۔ انسان جنت کی لالچ اور دوزخ کے خوف کی وجہ سے اچھے کام کرتے ہیں اور بڑے کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اُن کو خدا کی بات پر بھروسہ ہے لیکن اگر خدا عادل نہ ہو بلکہ ظالم ہو تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ ممکن ہے ہم اچھے کام کریں پھر بھی خدا دوزخ میں ڈال دی۔ یہ سوچنے کے بعد نہ خدا پر بھروسہ رہے گا نہ کوئی شخص برا کام کرنے سے باز رہے گا اور نہ کوئی اچھا کام کرے گا۔ اس طرح دنیا برائی سے بھر جائے گی۔

خدا کو عادل ماننا ہم سب پو لازم ہے۔

سوالات :

۱۔ خدا کے عادل ہونے کا کیا مطلب ہے ؟

۲۔ خدا کے عادل ہونے کی کوئی ایک دلیل بیان کرو ؟

۳۔ خدا عادل نہ رہے تو دنیا برائیوں سے کیوں بھر جائے گی ؟

ساتواں سبق

نبوت

اس دنیا میں آدمی بھی پیدا ہوتا ہے اور جانور بھی۔ زندگی بھر دونوں کھاتے پیتے ہیں اور رہتے ہیں۔ پھر ایک دن دونوں ہی کو موت آجاتی ہے۔ ان باتوں میں ہر آدمی اور ہر جانور ایک دوسرے سے ملتے چلتے ہیں۔ لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ جانور سے اس کے اچھے اور برے کاموں کا حساب نہ لیا جائے گا اور اچھے یا بڑے کاموں کی وجہ سے اسے جنت یا دوزخ میں نہ بھیجا جائے گا لیکن انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ جس سے خدا خوش ہوگا اس کو جنت کی اچھی نعمتیں ملینگی اور جس سے خدا ناراض ہوگا اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ جانور کی زندگی میں یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ خدا کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور جن باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ مگر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان باتوں کو بھی معلوم کرے جن سے خدا خوش ہوتا ہے اور ان باتوں کو بھی معلوم کرے جن سے خدا ناراض ہوتا ہے۔

خدا بندوں پر مہربان ہے اس لئے یہ باتیں بتانے کے لئے اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے، جن میں تین سو تیرہ بڑے نبی تھے۔ بڑے نبی کو رسول کہتے ہیں۔ تین سو تیرہ رسولوں میں پانچ بڑے رسول تھے جن کو اولو العزم کہتے ہیں۔ ان پانچوں میں سب سے بڑے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے جو خدا کے آخری نبی تھے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آئے گا۔ جتنے لوگوں نے آپ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ سب جھوٹے ہیں۔ جیسے مسیلمہ، کذاب، سجاح اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ۔

جن نبیوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں اُن میں مشہور یہ ہیں :۔

۱۔ حضرت آدمؑ ۲۔ حضرت نوحؑ ۳۔ حضرت ادریسؑ ۴۔ حضرت ابراہیمؑ

۵۔ حضرت اسمٰعیلؑ ۶۔ حضرت اسحاقؑ ۷۔ حضرت یعقوبؑ ۸۔ حضرت یوسفؑ

۹۔ حضرت یونسؑ ۱۰۔ حضرت لوطؑ ۱۱۔ حضرت صالحؑ ۱۲۔ حضرت ہودؑ

۱۳۔ حضرت شعیبؑ ۱۴۔ حضرت شیثؑ ۱۵۔ حضرت داودؑ ۱۶۔ حضرت سلیمانؑ

۱۷۔ حضرت ذوالکفیلؑ ۱۸۔ حضرت اَلیسعؑ ۱۹۔ حضرت الیاسؑ ۲۰۔ حجرت زکریاؑ

۲۱۔ حضرت یحییٰؑ ۲۲۔ حضرت موسیٰؑ ۲۳۔ حضرت ہارون ۲۴۔ حضرت یوشعؑ

۲۵۔ حضرت عیسیٰؑ ۲۶۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

پانچ اولوالعزم رسول جن کو خدا نے صاحب شریعت بنایا تھا وہ جناب نوحؑ، جناب ابراہیمؑ، جناب موسیٰؑ، جناب عیسیٰؑ، اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

ہمارے رسولؐ کے آنے کے بعد پچھلی تمام شریعتیں خدا نے ختم کردی ہیں۔ اب قیامت تک صرف آپ کی شریعت باقی رہے گی اور صرف اُس کی نجات ہوگی جو آپ کی شریعت کا ماننے والا ہوگا۔

سوالات :

۱۔ انسانوں اور جانوروں میں کیا فرق ہے ؟

۲۔ انسانوں کو خدا کی خوشی اور ناخوشی کیسے معلوم ہوئی ؟

۳۔ دو جھوٹے نبیوں کے نام بتاؤ ؟

۴۔ دس سچے نبیوں کے نام بتاؤ ؟

۵۔ اب کس کی شریعت باقی ہے اور قیامت تک کس کی شریعت چلے گی ؟

۶۔ کن لوگوں کی نجات ہوگی ؟

آٹھواں سبق

نبی کے اوصاف

تم جانتے ہو کہ ہر نبی میں چند باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ نبی عالم پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ دادا دادی وغیرہ تمام آباؤ اجداد مسلمان ہوتے ہیں۔ نبی کسی کافر کی نسل میں نہیں پیدا ہوتا بلکہ ہمیشہ پاک و پاکیزہ اور طیب و طاہر نسل میں پیدا ہوتا ہے۔ نبی ہمیشہ شریف اور باعزت گھرانے میں پیدا ہوتا ہے۔ نبی کو کوئی قابل نفرت بیماری نہیں ہوتی ۔ نبی کوئی ایسا کام یا پیشہ نہیں کرتا جو ذلت اور رسوائی کا سبب ہو۔

۲۔ ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ اس سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے نہ کوئی برائی۔ نہ بھول چوک ہوتی ہے اور نہ خطا اور غلطی۔ نبی چونکہ عالم پیدا ہوتا ہے اس لئے ہر گناہ سے نفرت کرتا ہے اور ہر برائی سے بیزار رہتا ہے۔ اسی نفرت اور بیزاری کی وجہ سے وہ کبھی گناہ نہیں کرتا۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ معصوم برائی نہ کرنے اور نیک کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے علم کے باعث اپنے ارادہ اور اختیار سے گناہوں سے بچتا ہے اور نیکیاں بجا لاتا ہے۔

۳۔ نبی جتنے لوگوں کی ہدایت کے لئے آتا ہے ان سب لوگوں سے ہر کمال اور خوبی میں بہتر ہوتا ہے۔ نبی کے زمانہ کا کوئی انسان کسی خوبی مین نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ کوئی نبی خود بخود نہیں بنتا ہے بلکہ خدا اس کو نبوت دیتا ہے۔

سوالات:

۱۔ کیا نبی کے آباد اجداد میں کوئی کافر ہو سکتا ہے ؟

۲۔ کیا معصوم اچھے کام کرنے اور بڑے کام نہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے ؟

۳۔ نبی کن لوگوں سے افضل ہوتا ہے ؟

نواں سبق

نبی کی پہچان

خدا نے کس کو نبی بنا کر بھیجا ؟۔ یہ بات ہم کو دو طرح سے معلوم ہوتی ہے۔ ۱۔ جو نبی موجود ہے وہ بعد میں آنے والے نبی کا نام پتہ اور نشان بتا کر جائے جیسے عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبیؐ کے آنے کی خبر دی گئے تھے۔ اور آپ نے پیشینگوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جو آخری نبی ہوگا اور اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ ہمارے نبیؐ کے آنے کی خبر حضرت موسیٰؑ نے بھی دی تھی۔ آپ نے بتایا تھا کہ یثرب کے شہر میں آخری نبی آئے گا، چناچہ یہودی ہمارے نبیؐ کے آنے سے پہلے ہی شہر یثرب میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یثرب مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے۔ یہودی اور عیسائی جناب موسیٰ اور جناب عیسیٰؑ سے خبر سن کر آخری نبی کا انتظار کر رہے تھے مگر ان کی سب سے بڑی بد بختی یہ تھی کہ جب وہ نبی تشریف لائے جن کا انتظار تھا تو بجائے ایمان لانے اور مدد کرنے کے آپ کے دشمن اور سخت مخالف ہو گئے۔

۲۔ نبی کے پہچاننے کا دوسرا ذریعہ معجزہ ہے۔ معجزہ خدا کی دی ہوئی وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ نبی ایسے حیرت انگیز کام کر دکھاتا ہے جس کا جواب لانے سے اس کے زمانے والے عاجز ہو جاتے ہیں۔ اس طرح زمانہ کے لوگوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ معجزہ دکھانے والا خدا کا بھیجا ہوا نبی ہے۔ اسی لئے ہر نبی نبوت کے دعوے کے ثبوت میں معجزہ پیش کرتا ہے۔ جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کا عصا جس نے اژدہا بن کر جادوگروں کی ان تمام رسیوں کو نگل لیا تھا جو جادوگروں کے کرتب کی وجہ سے رینگتے ہوئے سانپ نظر آرہی تھیں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ اور بیماروں کو بغیر دوا کے اچھا کر دیتے تھے۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی بہت سے معجزے دکھائے ہیں۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے تھے۔ ایک بار آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا تھا۔ پتھر اور جانور آپ کے حکم پر انسانوں کی طرح آپ کی نبوت و رسالت کی گواہی دیتے تھے۔ درخت آپ کے حکم پر چل کر آپ کے پاس آ جاتے تھے۔ قرآن مجید ہمارے نبیؐ کا سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے جس میں تمام انسانوں اور جنوں کو چیلینج کیا گیا ہے کہ اگر ممکن ہو تو تم سب مل کر اس کا جواب لاؤ مگر آج تک جواب نہیں آسکا جو قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

سوالات:

۱۔ نبی کی پہچان کے دو طریقے کیا ہیں؟

۲۔ نبی کو خدا معجزہ کیوں دیتا ہے؟

۳۔ پانچ معجزے بیان کرو؟

دسواں سبق

ہمارے آخری نبیؐ

ہمارے نبیؐ ۱۷/ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل کو جمعہ کے دن صبح صادق کے قریب مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم کی والدہ ماجدہ جناب آمنہؑ خاتون ہیں۔ آپ کے نانا وہب ہیں جو مدینہ منورہ کے بہت باعزت آدمی تھے۔ نبی کریمؐ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے والد محترم جناب عبدؑ اللہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ جناب ابو طالبؑ آنحضرتؐ کے چچا تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت زمین سے آسمان تک ایک نور روشن تھا۔ ملائکہ آسمان سے بڑی تعداد میں زمین پر اُتر رہے تھے۔ شیطان نے گبھرا کر ملائکہ سے پوچھا کہ کیا قیامت آگئی۔ ملائکہ نے بتایا کہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ ہم آسمانوں سے مبارکباد کے لئے آرہے ہیں۔ شیطان یہ سنکر اسی وقت سے نبی کریم اور اُن کی آلؑ پاک کا دشمن ہو گیا۔

آپ جب چار برس کے تھے تو آپ کی والدہ ماجدہ جناب آمنہؑ خاتون نے مقام ابواء میں انتقال فرمایا۔ آپ آٹھ برس کے تھے جب آپ کی شفیق دادا جناب عبد المطلبؑ نے انتقال فرمایا۔ دادا کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپ کے حقیقی اور مہربان چچا جناب ابو طالبؑ نے کی جناب ابوطالبؑ مرتے دم تک آپ کے حامی و مددگار اور ناصر و محافظ رہے۔ آپ کی چچی جناب فاطمہؑ بنت اسد حضرت علی عیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں انھوں نے مثل ماں کے آپ کو پالا۔ آپ بھی ان کو ماں ہی کہتے تھے۔ جب آپ کا سن مبارک پچیس سال کا تھا تو آپ کی شادی عرب کی مشہور خاتون جناب خدیجہؑ سے ہوئی۔ جناب خدیجہؑ نے اپنی ساری دولت اسلام کی تبلیغ پر صرف کر دی۔ جناب خدیجہؑ کے انتقال کے بعد نبیؐ کریم نے بہت سی شادیاں کیں۔

لیکن آپ اپنی وفات تک حضرت خدیجہؑ ہی کو یاد فرماتے رہے۔ جب آپ کا سن مبارک چالیس برس کا ہوا تو ۲۷ رجب کو خدا نے آپ کو اعلان نبوت کا حکم دیا۔ تین سال آپ نے پوشیدہ تبلیغ کی اس کے بعد کھل کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی عمر اکیاون سال تھی اور اسلام کے اعلان کو گیارہ برس ہو چکے تھے تو چند مہینوں کے فاصلے سے یکے بعد دیگرے جناب ابوطالبؑ اور جناب خدیجہؑ نے انتقال کیا۔ آپ ان دونوں کی موت پر بہت رنجیدہ ہوئے اور اس سال کا نام " غم کا سال " رکھ دیا۔ جب آپ کی عمر ۵۳/ برس کی تھی تو مکہ میں تیرہ سال دین کی تبلیغ کر کے اور سخت ترین مصائب جھیل کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کی رات دشمنوں نے آپ کا گھر گھیر لیا تھا۔ آپ اللہ کے حکم سے گھر کے باہر نکلے تو دشمن اندھے ہو گئے۔ آپ کو جاتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ دشمن بھرا بستر دیکھ کر رات بھر یہی سمجھتے رہے کہ نبیؐ کریم آرام فرما رہے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام دشمنوں کی کھینچی ہوئی تلواروں کے سایہ میں رات بھر بڑے اطمینان سے آرام فرماتے رہے۔ دس سال مدینہ منورہ میں آنحضرتؐ نے قیام فرمایا۔ ۶۳ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ نے جس سال مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے اسی سال سے یہ سن ہجری شروع ہوا ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال آپ نے اپنی لخت جگر اسلام کی شہزادی جناب فاطمہؑ زہرا علیہا السلام کی شادی دین و دنیا کے مولا حضرت علی علیہ السلام سے کی ۱۰ ھ سنہ میں آنحضرتؐ نے آخری حج کیا اور حج کی واپسی پر ۱۸/ ذی الحجہ کو غدیر خم کے مقام پر سوا لاکھ حاجیوں کے سامنے دن دوپہر کھلے میدان میں حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا اور تمام مسلمانوں کا حاکم قرار دیا۔

مدینہ واپس آکر آپ دو مہینے دس دن زندہ رہے اور چند دن بیمار رہ کر اٹھائیس صفر ۱۱ھ سنہ کو انتقال فرما گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اللہ کے آخری رسولؐ کو غسل و کفن دیا اور رسالت کے آفتاب کو قبر کے مغرب میں چھپا دیا۔

سوالات:

۱۔رسولؐ اللہ کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور آپ کی عمر بتاؤ ؟

۲۔بچپن میں آنحضرت کی پرورش کس کس نے کی ؟

۳۔آپ کی ماں اور آپ کی چچی کے نام کیا تھے ؟

۴۔بعثت اور ہجرت کے وقت آپ کی عمر کیا تھی ؟

۵۔سال غم کون سا سال ہے اور کیوں ؟

۶۔جناب فاطمہ زہراؑ کی شادی کب اور کس سے ہوئی ؟

۷۔حضرت علی علیہ السلام کو کب اور کہاں خلیفہ بنایا گیا ؟

۸۔رسولؐ اللہ کو کس نے دفن کیا ؟

۹۔اب کونسا ہجری سنہ ہے اور رسولؐ کی ہجرت کو کتنا زمانہ ہوا ؟

گیارھواں سبق

عصمت

ہم جاہل پیدا ہوتے ہیں اور دنیا کی ہر چیز سے بے خبر ہوتے ہیں پھر دھیرے دھیرے علم حاصل کرتے ہیں۔ جتنا ہمارا علم بڑھتا ہے اسی قدر ہماری جہالت کم ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارا علم کم ہی ہوتا ہے۔ ہم میں سے بڑے سے بڑا عالم بھی کم علم ہی ہوتا ہے۔ ہم جاننے کے باوجود بھول جاتے ہیں اور بھولے سے غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم جان بوجھ کر بھی غلطیاں اور گناہ کرتے ہیں۔ اللہ نے ان کمزوروں سے بچانے کے لئے اور ہماری ہدایت کے لئے نبی اور امام بھیجے۔

نبی اور امام کا ان تمام کمزوریوں سے پاک ہونا ضروری ہے ورنہ ہماری ہدایت نہ کر سکینگے بلکہ ضرورت ہوگی کہ بھول۔چوک اور غلطی کے موقع پر کوئی ان کی ہدایت کرے۔ نبی اور امام کو معصوم بنانے کے لئے خدا ان کو اپنی ایک مخصوص مہربانی کے ذریعہ ایسا عالم اور پاک نفس بنا دیتا ہے کہ اس کے بعد وہ نہ کبھی کسی غلطی کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ اُن سے کوئی گناہ ہو سکتا ہے۔ اس مخصوص مہربانی کا نام عصمت ہے اور خدا جس کو اپنی یہ مخصوص مہربانی عطا کرتا ہے وہ معصوم ہوتا ہے۔

چونکہ عصمت ایک پوشیدہ مہربانی ہے جو خدا اپنے مخصوص بندوں پر فرماتا ہے لہذا خدا کے بتائے بغیر کسی کا معصوم ہونا معلوم نہیں ہو سکتا۔ نبیؐ کریم ، بارہ امامؑ اور جناب فاطمہؑ کے لئے اللہ نے بتایا ہے کہ یہ معصوم ہیں۔ نبی یا امام کو صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے کیونکہ ان کا معصوم ہونا ضروری ہے اس کی خبر سوا خدا کے کسی کو نہیں ہے لہذا ہر نبی یا امام وہی ہوتا ہے جسے خدا مقرر کرتا ہے اور جس کے معصوم ہونے کی اُس نے خبر دی ہو۔

سوالات :

۱۔ امام کی عصمت کا مطلب بتاؤ ؟

۲۔ عصمت کیسے معلوم ہوتی ہے ؟

۳۔ کیا عصمت کے بعد آدمی مجبور ہو جاتا ہے کہ گناہ نہ کر سکے ؟

بارہواں سبق

چودہ معصومؑ

۱۔ ہمارے رسولؐ ۔ آپ کے باپ جناب عبدؑ اللہ ۔ دادا جناب عبد المطلبؑ اور ماں جناب آمنہؑ خاتون تھیں۔ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔

۲۔ جناب فاطمہؑ کے باپ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفٰے اور ماں جناب خدیجہؑ تھیں۔ آپ کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی ۔ مکہ میں پیدا ہوئیں اور مدینہ میں شہادت پائی۔

۳۔ حضرت علیؑ کے باپ جناب ابو طالبؑ ۔ دادا جناب عبد المطلبؑ اور ماں جناب فاطمہؑ بنت اسد تھیں۔ آپ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور مسجد کوفہ میں شہید ہوئے

۴۔ امام حسنؑ کے والد حضرت علیؑ اور والدہ فاطمہؑ تھیں۔ مدینہ ہی میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۵۔ امام حسینؑ کے والد حضرت علیؑ اور والدہ فاطمہؑ تھیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور کربلا میں شہید ہوئے۔

۶۔ امام زین العابدینؑ کا نام علیؑ تھا ۔ آپ امام حسینؑ کے بڑے فرزند تھے۔ جناب شہربانو آپ کی ماں تھیں۔ مدینہ ہی میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۷۔ امام محمد باقر کا نام محمدؑ تھا۔ امام زین العابدینؑ آپ کے والد ماجد تھے اور امام حسنؑ کی بیٹی جناب فاطمہ آپ کی ماں تھیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۸۔ امام جعفر صادق کا نام جعفرؑ ہے باپ امام محمد باقرؑ تھے۔ ماں کا نام ام فروہ ہے۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور وہیں شہید ہوئے۔

۹۔ امام موسیٰ کاظمؑ کا نام موسیٰ ہے۔ باپ امام جعفر صادقؑ تھے اور ماں کا نام حمیدہ ہے۔ آپ ابواء میں پیدا ہوئے اور بغداد میں شہید ہوئے۔

۱۰۔ امام علی رضاؑ کا نام علیؑ ہے۔ آپ امام موسیٰ کاظمؑ کے بیٹے تھے۔ آپ کی ماں کا نام نجمہ تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور خراسان میں شہید ہوئے۔

۱۱۔ امام محمد تقیؑ کا نام محمدؑ ہے۔ آپ کے باپ امام علی رضاؑ تھے۔ ماں کا نام سبیکہ تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور کاظمین میں شہید ہوئے۔

۱۲۔ امام علی نقیؑ کا نام علیؑ ہے۔ باپ امام محمد تقیؑ اور ماں سمانہ تھیں۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں شہید ہوئے۔

۱۳۔ امام حسن عسکریؑ کا نام حسنؑ ہے۔ آپ کی ماں کا نام حدیثہ تھا اور باپ امام علی نقیؑ ہیں۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں شہید ہوئے۔

۱۴۔ امام مہدیؑ کا نام محمدؑ ہے۔ آپ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے تھے۔ ماں کا نام نرجس خاتون ہے۔ سامرہ میں پیدا ہوئے اور بحکم خدا زندہ ہیں۔ آپ کے القاب مہدی ۔ امام زمانہ ۔ ولی عصر۔ حجتہ اللہ ۔ صاحب العصر۔ صاحب الزمان وغیرہ ہیں۔ آپ کو نام کے بجائے ان القاب سے پکارنا چاہئیے۔

سوالات :

۱۔ دسویں امامؑ کہاں پیدا ہوئے اور آپ کی ماں کا نام کیا تھا ؟

۲۔ بارہویں امامؑ کو کیسے پکارنا چاہئیے ؟

۳۔ چودہ معصومینؑ کے مقام ولادت ، والد اور والدہ کے نام بتاؤ ؟

تیرہواں سبق

امامت

امامت بھی نبوت ہی کی طرح اصول دین میں ہے نہ کہ فروع دین میں اس لئے جو خدا بندوں کی ہدایت کے لئے نبی کے بعد نبی بھیجتا رہا ہے اُس خدا کے لئے ضروری ہے کہ نبوت ختم ہونے کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کہ ہدایت کا انتظام کرے۔ چنانچہ اس نے خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بارہ اماموں کو انسانوں کا ہادی اور رہبر مقرر کیا ہے۔ ان بارہ اماموںؑ کی امامت کے خاتمہ پر دنیا ختم ہو جائےگی اور قیامت آجائےگی۔

امامت اصول دین کا مسئلہ ہے اس کو مانے بغیر نہ کوئی شخص با ایمان مر سکتا ہے اور نہ مرنے کے بعد جنت میں جگہ پا سکتا ہے۔ خدا وند عالم فرماتا ہے۔" قیامت کے دن ہم ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ بلائینگے۔" معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انسانوں سے فقط یہ سوال نہیں ہوگا کہ تمہارا خدا کون ہے۔ تمہارا رسول کون ہے تمہاری کتاب کونسی ہے ۔تمہارا قبلہ کیا ہے ۔ تمہارا دین کیا ہے بلکہ سب سے بڑا سوال یہ بھی ہوگا تمہارا امام کون ہے۔ لہذا امام کا جاننا اور ماننا ضروری ہے۔ حضرت رسولؐ کریم نے فرمایا ہے۔ " جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر جائے گا اس کی موت گمراہ اور کافر کی موت ہوگی "۔ معلوم ہوا کہ امام زمانہ کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان کی موت نہیں مر سکتا۔ جب امام کو ماننا اس قدر ضروری ہے تو خدا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اماموں کا انتخاب کرے اور نبی کے ذریعہ ان اماموں کے ناموں کا اعلان کرے۔

جب قیامت تک دین خدا اور قرآن کا رہنا ضروری ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت و کتاب و سنت کے کچھ محافظ بھی قیامت تک رہیں۔ بارہ امام اسی لئے مقرر کئے گئے کہ وہ نبی کے دین کو باقی رکھیں۔

امام۔ نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے۔ ہر خطا، غلطی، بھول چوک اور سہو ونسیان سے پاک ہوتا ہے۔

امام ۔ نبی کی طرح عالم پیدا ہوتا ہے اور وہ زندگی میں کسی چھوٹے سے چھوٹے یا بڑے سے بڑے مسئلہ کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے معلوم نہیں۔

امام ۔ نبی کی طرح معجزہ کی طاقت کا مالک ہوتا ہے۔ نبی اور امام کے معجزہ کا جواب لانا ممکن نہیں ہوتا۔

امام ۔ نبی کی طرح اپنے زمانہ کے تمام انسانوں سے ہر فضل و کمال میں افضل ہوتا ہے۔

امام ۔ نبی کی طرح ہر ذاتی ۔ خاندانی ۔ جسمانی ۔ روحانی ۔ ظاہری اور باطنی عیب سے پاک ہوتا ہے۔

امام ۔ نبی کی طرح کمالات کا مجموعہ ہوتا ہے۔

امام ۔ نبی کی طرح اپنے زمانہ کا سب سے بہادر انسان ہوتا ہے۔

امام ۔ نبی کی طرح دین و دنیا کا مکمل حاکم ہوتا ہے۔

امام ۔ ہاشمی ہوتا ہے اور نبی کے اہلبیتؑ میں سے ہوتا ہے۔

سوالات:

۱۔ بتاؤ امام میں کون سی باتیں پائی جاتی ہیں ؟

۲۔ امامت اصول دین میں ہے اس کی دلیل میں ایک آیت ، ایک حدیث بیان کرو

چودھواں سبق

امام کا ہونا ضروری ہے

امام کے بغیر نہ دنیا باقی رہ سکتی ہے اور نہ انسانوں کو ہدایت مل سکتی ہے۔ اس مسئلہ میں ہم ایک دلچسپ گفتگو سناتے ہیں۔

ہشام بن حکم جو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی اور شاگرد تھے انھوں نے سنا کہ عمرو بن عبیدہ بصرہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے بڑے بڑے غلط اور جھوٹے دعوے کرتا ہے۔ تو ایک مرتبہ جمعہ کے دن اُس مسجد میں جا پہونچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اُسے گھیرے ہوئے ہیں اور کچھ پوچھ رہے ہیں۔ یہ بھی بھیڑ کو چیرتے ہوئے اس کے قریب جا پہونچے اور دونوں میں یوں باتیں ہونے لگیں۔

ہشام ۔ میں ایک مسافر ہوں اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ پوچھوں۔

عمرو ۔ (بیباکی سے) جو پوچھنا ہو پوچھو۔

ہشام ۔ کیا تمہاری آنکھیں ہیں ؟

عمرو ۔ یہ بھی کوئی سوال ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر بیوقوفی کا کوئی سوال ہو سکتا ہے۔

ہشام ۔ مجھے تو یہی پوچھنا ہے آکر بتانے میں تمہارا کیا بگڑتا ہے۔

عمرو ۔ اچھا خفا نہ ہو تمہیں اگر یہی پوچھنا ہے تو میں بھی جواب دیتا ہوں کہ آنکھیں ہیں۔

ہشام ۔ بھلا تم اس سے کیا کام لیتے ہو ؟

عمرو - ارے بھائی یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ظاہر ہے میں اس سے چیزوں کو دیکھتا اور رنگوں کا فرق پہچانتا ہوں۔

ہشام - کیا تمہارے ناک بھی ہے ؟

عمرو - ہے - پھر آپ کا مطلب ؟

ہشام - مطلب کچھ نہیں صرف یہ بتا دیجئیے کہ آپ اس سے کیا کام لیتے ہیں ؟

عمرو - اس سے ہر طرح اچھی بری بو ، معلوم ہوتی ہے اس سے سانس لیتے ہیں۔

ہشام - کیا زبان ہے ؟

عمرو - اچھا بھائی یہ سوال بھی سہی، ہاں زبان بھی ہے۔

ہشام - کیا اس سے کچھ کام لیتے ہو ؟

عمرو - اس سے باتیں کرتا ہوں - مختلف چیزوں کے مزے محسوس کرتا ہوں، میٹھا ، کڑوا نمکین ، پھیکا اسی سے معلوم ہوتا ہے۔

ہشام - کیا تمہارے کان بھی ہیں ؟

عمرو - ہاں بھائی ہیں۔

ہشام - کہا یہ بھی کام آتے ہیں یا یوں ہی ؟

عمرو - کیا خوب - حضرت ان سے اچھی بری ، قریب اور دور کی باتیں سنتا ہوں۔

ہشام - خیر ہوگا ، بھلا یہ تو فرمائے ہاتھ بھی ہیں ؟

عمرو - واہ واہ ہاتھ ہیں نہیں تو کیا ٹنڈا ہوں اپنا مطلب کہئے۔

ہشام ۔ ان سے کچھ کام بھی چلتا ہے یا صرف یونہی دیکھنے کے ہیں ؟

عمرو ۔ سبحان اللہ ! ارے بھائی انھیں سے تو سردی اور گرمی ، خشکی ، تری ، نرمی ، سختی، کھرمی اور چیکنی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

عرض اس طرح ایک ایک عضو کے بارے میں پوچھتے پوچھتے آکر دل کے بارے میں سوال کیا۔

ہشام ۔ کیا تمہارے پاس دل بھی ہے، یا بغیر دل کے پیدا ہوئے ہو ؟

عمرو ۔ ماشاء اللہ جب دل ہی نہ ہو تو پھر کیونکر کام ہو۔ دل ہی سارے کاموں کا ذمہ دار ہے۔

ہشام ۔ کیا اس سے بھی کچھ کام نکلتا ہے ؟

عمرو ۔ کیا کہنا ۔ ارے بھائی یہ تو سارے بادشاہ ہے اور یہی بدن کی ساری سلطنت کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

ہشام ۔ کیا اور اعضاء سب اس کے محتاج اور تابع فرمان ہیں ؟

عمرو ۔ ہاں بغیر اس کے تو کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔

ہشام ۔ جب یہ اعضاء صحیح و سالم ہیں تو دل کے محتاج کیوں ہیں ؟

عمرو ۔ میاں صاحبزادے جب یہ اعضاء کسی بات میں شک کرتے ہیں تو دل ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دل جو حکم کرتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

ہشام ۔ کیا انسان کے بدن میں دل کا ہونا ضروری ہے کہ بغیر اس کے اعضاء کو کسی چیز کا یقین حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

عمرو ۔ ہاں ہاں ضرور، بغیر اس کے کچھ نہیں ہو سکتا ۔

ہشام ۔ اے عمرو! جب خدا نے جسم کے چند اعضاء کو بغیر رہنما اور حاکم کے نہیں چھوڑا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ساری دنیا کے انسانوں کو بغیر امام چھوڑ دے اور اُن کی ہدایت کا انتظام نہ کرے۔

یہ سن کر عمرو کے ہوش اڑ گئے اور گبھرا کر کہنے لگا۔

عمرو ۔ میاں کیا تم ہشام ہو ؟

ہشام ۔ نام سے کیا مطلب ؟

عمرو ۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو ؟

ہشام ۔ کوفہ کا باشندہ ہوں۔

عمرو ۔ "تب تو تم ضرور ہشام ہی ہو ۔" یہ کہہ کر جلدی سے اٹھا اور ہشام کو گلے لگا لیا اور مسند پر جگہ دی اور اپنے پہلوں میں بٹھایا اور جب تک ہشام وہاں بیٹھے رہے ڈر کے مارے دم نہ مارا اور کوئی بات نہ کی۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ ہر زمانہ میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے۔

سوالات :

۱ ۔ ہشام کون تھے ؟ کس کے صحابی تھے ؟

۲۔ انھوں نے عمرو بن عبیدہ بصری کو کیوں کر لاجواب کیا ؟

۳۔ ہشام کو یہ علم کس سے ملا تھا ؟

۴۔ ہشام کو عمرو کیسے پہچان گیا ؟

پندرھواں سبق

دنیا کا آخری انجام

جس طرح پہلے یہ دنیا نہ تھی اور بعد میں پیدا ہو گئی اسی طرح ایک دن ایسا بھی آئے گا جب یہ دنیا رہے گی اور قیامت آجائے گی۔ قیامت اس طرح آئیگی کہ خدا کے حکم سے حضرت اسرافیل ایک صور لے کر زمین پر آئینگے صور کے اوپر کے سرے میں دو گوشے ہونگے ایک گوشہ کا رخ آسمان کی طرف ہوگا اور دوسرے کا رخ زمین کی طرف ہوگا پہلے زمین کی طرف والے گوشہ میں صور پھونکینگے، اس وقت زمین والے سے سب آسمان والے مرجائینگے اور سوائے حضرت اسرافیل کے کوئی زندہ نہ رہے گا۔ پھر حضرت اسرافیل بھی حکم خدا سے مرجائینگے اور خدائے عزیز کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہ جائے گا۔ اس کے بعد جب خدا کی مرضی ہوگی تو پہلے آسمان والوں کو اور پھر زمین والوں کو زندہ کیا جائگا اور سب کا حساب و کتاب ہوگا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق لوگ جنت یا جہنم میں جائینگے۔

قیامت کی علامتیں:

قیامت آنے سے پہلے کچھ باتیں ظاہر ہونگی جن سے پتہ چل جائے گا کہ قیامت آنے والی ہے۔

۱۔ یاجوج ماجوج :۔ یہ بڑی تباہی مچاتے تھے اور خونریزی کیا کرتے تھے۔ سکندر ذوالقرنین نے ایک دیوار بنا دی تھی جس کی وجہ سے یاجوج ماجوج کی مصیبتوں سے دنیا نجات پا گئی تھی۔ جب قیامت قریب ہوگی تو یہ دیوار گر جائے گی اور یاجوج ماجوج نکل آئینگے اور بڑی تباہی پھیلائینگے۔

۲۔ قیامت آتے وقت سورج پچھم سے نکلے گا۔

۳۔ قیامت آنے سے پہلے ساری دنیا میں دھواں پھیل جائے گا۔

سوالات:

۱۔ قیامت کب آئے گی؟

۲۔ حضرت اسرافیل کون ہیں؟

۳۔ قیامت سے پہلے کون سے واقعات ہونگے؟

فروع دین

سولھواں سبق

نماز

ہمارا فریضہ :۔

اللہ نے ہمیں زندگی دی۔ وہی ہمیں رزق دیتا ہے۔ اُسی نے ہمیں ماں باپ ، بھائی بہن دئے۔ وہی ہمیں علم اور ترقی دینے والا ہے۔ وہی ہمیں دولت اور عزت دیتا ہے۔ وہی ہمارے مال میں برکت دیتا ہے۔ غرض ہمیں جو کچھ ملتا ہے اُسی سے ملتا ہے۔

اللہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہم سے محبت کرنے والا ہے۔ ہمیں بھی اُس محبت کرنے والے اللہ سے محبت کرنا چاہیئے۔ اللہ کی محبت کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو ہمیشہ خوش رکھیں۔ اللہ کو خوش رکھنے کا نام عبادت ہے۔ عبادت کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

نماز :۔ سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔ اس میں دین اور دنیا کے بہت فائدے ہیں۔

نماز پڑھنے سے ہم میں وقت کی پابندی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کا جسم صاف رہتا ہے اور دل پاک رہتا ہے۔

نماز سے علم ، ایمان اور دولت میں اللہ برکت دیتا ہے۔

نماز پڑھنے والے کو ہر شخص عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

نماز پڑھنے والے سے اللہ بھی خوش، رسولؐ بھی خوش، ائمہ بھی خوش ایمان والے بھی خوش رہتے ہیں۔

نماز سے انسانی روح میں بلندی پیدا ہوتی ہے۔

نماز ہمیں بری باتوں سے روکتی ہے۔

نماز آخرت میں نجات کا سرمایہ ہے۔ جس کی نماز قبول اس کا ہر نیک عمل قبول۔ جس کی نماز قبول نہیں اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔

نماز سے بلائیں دور ہوتی ہیں، آدمی کے مشکلات ختم ہو جاتے ہیں۔

نماز کو جو شخص ترک کرے وہ فاسق ہے۔ اُسے اللہ کے دربار سے سخت سزا ملے گی۔

نماز کو جو شخص حقیر اور بے کار سمجھے وہ کافر ہے۔ جس نے نماز کا انکار کیا اس نے گویا خدا کا انکار کیا۔ اور جس نے خدا کا انکار کیا وہ مسلمان نہیں۔

نماز پڑھنے والا اللہ سے ڈرتا ہے اس لئے وہ بڑے کاموں سے دور رہتا ہے۔

نماز پڑھنے والا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ نماز سے اللہ کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

نماز، جماعت کے ساتھ پڑھنے سے آپس میں اتحاد اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔

نماز کا ایک قاعدہ مقرر ہے اور سب اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے ہیں اس میں کوئی تبدیلی یا بے ترتیبی نہیں ہو سکتی۔ زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی اگر یہی سلیقہ اور ترتیب برتی جائے تو ہر کام میں کامیابی یقینی ہے۔

سوالات :

۱۔ عبادت کس چیز کا نام ہے؟ اور سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟

۲۔ نماز کو بے کار سمجھنے والے کو کیا کہینگے؟

۳۔ نماز جماعت سے کیا فائدہ ہے؟

۴۔ نماز کے کوئی تین فائدے بیان کرو؟

سترہواں سبق

معصومینؑ کی نمازیں

نبی کی نماز:۔

ہمارے نبیؐ ساری رات نماز میں کھڑے رہتے تھے۔ آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ آخر اللہ کو کہنا پڑا ۔" اے کملی اوڑھنے والے جیب ، رات کو ذرا آرام بھی کیا کرو ۔"

پہلے امامؑ کی نماز:۔

ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ لڑائی کے لئے گئے۔بڑے گھمسان کارن پڑ رہا تھا، دشمن آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا اور یہ چاہتے تھے کہ آپ کو قتل کرڈالیں۔ اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے یہ بھی نہیں سوچا کہ دشمن آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں بس فوراً گھوڑے سے اُترے اور نماز شروع کردی۔

جب نماز پڑھ چکے تو ایک صحابی نے آپ سے پوچھا "یا علیؑ ! بھلا اس لڑائی کی حالت میں نماز پڑھنے کا کیا موقع تھا ؟"

آپ نے جواب دیا ۔" ہم اسی نماز کو قائم کرنے کے لئے جنگ کر رہے ہیں"

تیسرے امامؑ کی نماز:۔

ہمارے تیسرے امام حضرت امام حسین علیہ السلام کو ہزاروں دشمنوں نے کربلا میں گھیر لیا تھا اور آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ محرم کی دس تاریخ کو جب ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے اپنے دو ساتھیوں کو سامنے کھڑا کیا تاکہ وہ دشمنوں کے ہر وار کو اپنے اوپر روکیں اور خود نماز میں مشغول ہوگئے۔ آپ کو نہ ہزاروں دشمنوں کا خوف ہوا اور نہ برستے تیروں کا ڈر، نہ موت کی فکر اور نہ زخمی ہونے کا خیال۔ آپ نے تیروں کی بوچھاڑ میں نماز پوری کی۔ دشمنوں نے عصر کے وقت آپ کو شہید کیا تو آپ کا سر سجدہ میں تھا۔ آپ نے سجدہ میں سر کٹا کے ہمیں بتایا کہ جان جا سکتی ہے مگر بندگی نہیں جا سکتی۔

چوتھے امامؑ کی نماز:۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ہمارے چوتھے امام ہیں۔ آپ دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اللہ کا ایسا ڈر طاری ہوتا کہ لوگ یہ سمجھتے کہ امام کا انتقال ہو گیا۔

ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان نے سوچا کہ آپ کو آزمائے۔ چناچہ شیطان سانپ بن کر آپ کے مصلے پر آیا اور آپ کے انگوٹھے میں کاٹنا شروع کر دیا۔ آپ نماز میں اتنے محو ہو گئے تھے کہ سانپ انگوٹھا چباتا رہا اور آپ کو خبر بھی نہیں ہوئی۔ اس پر شیطان کو بہت تعجب ہوا۔ نماز ختم ہونے کے بعد ایک غیبی آواز آئی "بے شک آپ زین العابدینؑ ہیں"۔ یہی آپ کا مشہور لقب ہے۔

نماز کی شان:۔

نماز میں بس اللہ کو یاد کرنا چاہیئے۔ ادھر اُدھر کا کوئی خیال دل میں نہیں آنے دینا چاہیئے۔ اگر کوئی فکر ہے تو نماز کے بعد دعا کرنا چاہیئے۔ وہ اسے دور کر دے گا۔ نماز میں بس اللہ کا دھیان رکھنا نماز کی شان ہے۔ دوسری باتیں سوچنے کے لئے ہمارے پاس دوسرا وقت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچے مسلمان نماز میں صرف اللہ سے لو لگاتے ہیں۔ کوئی دوسرا خیال دل میں نہیں آنے دیتے۔

ایک لڑائی میں حضرت علی علیہ السلام کے پیر میں تیر لگ گیا تھا جس کے نکالتے وقت آپ درد سے بے چین ہو جاتے تھے۔ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جب علیؑ نماز پڑھیں تب تیر نکال لینا۔ چنانچہ نماز کے دوران تیر نکال لیا گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔

اگر ہم اپنے اماموں کے سچے ماننے والے ہیں تو ہم کو نماز کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے اور نہ نماز کے دوران ہمارے دل میں اللہ کے سوا کوئی اور خیال آنا چاہیئے۔

سوالات :

۱۔ عبادت کے معنی بیان کرو ؟

۲۔ نماز کے تین فائدے بیان کرو ؟

۳۔ کسی امامؑ کی نماز کا کوئی واقعہ بیان کرو ؟

۴۔ نماز کی شان کیا ہونا چاہیئے ؟

اٹھارہواں سبق

واجب نمازیں

امام عصر علیہ السلام کی غیبت کے زمانی میں چھ قسم کی نمازیں واجب ہیں۔

۱۔ نماز پنچگانہ ۔یعنی صبح ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشا۔

۲۔ نماز آیات ۔یعنی چاند گہن ، سورج گہن اور زلزلہ وغیرہ کے وقت کی نماز۔

۳۔ نماز میت

۴۔ نماز طواف واجب

۵۔ نماز قضائے والد

۶۔ نماز اجارہ و نذر و عہد وغیرہ

نماز جمعہ کا شمار نماز پنچگانہ میں ہوتا ہے۔ یہ جمعہ کے دن ظہر کے بدلے واجب تخیری ہے۔ لیکن شرائط کے ساتھ قیام کی صورت میں شرکت بنا پر احتیاط واجب ہے۔

شرائط نماز

نماز سے پہلے چھ چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ ازالہ نجاست : نجاست دور کرنا۔ پاک کپڑے پہننا۔

۲۔ طہارت : یعنی وضو یا غسل یا تیمم کرنا۔

۳۔ ستر: یعنی مرد اپنی اگلی پچھلی شرمگاہ چھپائے اور عورت پورے جسم کو چھپائے چاہے کوئی دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔ صرف چہرے ، گٹے تک ہاتھ اور گٹے تک پیروں کے ظاہری حصے کو کھلا رکھنا جائز ہے۔

۴۔ وقت : یعنی ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا۔

۵۔ اباحت مکان : یعنی نماز کی جگہ جائز ہو غصبی نہ ہو۔

۶۔ استقبال قبلہ : یعنی قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھے۔

مردوں کو ریشمی یا سونا ملا ہوا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوالات :

۱۔ زمانہ غیبت میں کتنی نمازیں واجب ہیں ؟

۲۔ نماز سے پہلے جو چیزیں واجب ہیں وہ بیان کرو ؟

انیسواں سبق

قبلہ

قبلہ وہ جگہ ہے جہاں کعبہ واقع ہے۔ خانہ کعبہ کے آس پاس کے رہنے والے جو بآسانی قبلہ کو معلوم کر سکتے ہیں ان پر واجب ہے کہ کعبہ کے مقابل کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

اور کعبہ سے دور ہیں ان کو کعبہ کی سمت رخ کر کے نماز پڑھنا چاہیئے۔

قبلہ کے معلوم کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں مثلا یہ دیکھیں کہ اس جگہ کے مسلمانوں کی مسجدیں کس رُخ پر بنی ہوئی ہیں یا مسجد نہ ہو تو یہ پتہ چلائیں کہ اس جگہ کے مسلمان کس سمت منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا مسلمانوں کی قبروں کو دیکھیں کہ وہ کس رُخ پر بنی ہوئی ہیں یا تمام وہ ذرائع جن سے سمت قبلہ کا گمان حاصل ہو سکتا ہو جیسے قطب نمایا مقامی باشندہ کا خبر دینا جس کے کہنے سے گمان پیدا ہو جائے۔

جب قبلہ کی تعین کا یقین یا گمان کسی طرح بھی ممکن نہ ہو تو قبلہ کا استقبال واجب نہیں ہے اور کسی ایک طرف نماز پڑھ لینا کافی ہے۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ نماز کو چاروں طرف پڑھے۔

سوالات:

۱۔ قبلہ کیا ہے؟

۲۔ کعبہ سے قریب والے کا کیا حکم ہے؟

۳۔ خانہ کعبہ سے دور رہنے والے کا کیا حکم ہے؟

۴۔ جب قبلہ نہ معلوم ہو تو کیا کرنا چاہیئے

بیسواں سبق

لباس

نماز کی حالت میں مردوں کے لئے اپنے آگے پیچھے کا چھپانا واجب ہے اور عورتوں کے لئے پورے جسم کا چھپانا واجب ہے یہاں تک کہ بال بھی چھپے رہیں صرف اتنا چہرا کھلا رہ سکتا ہے جو وضو میں دھویا جاتا ہے اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پیر کھلے رہ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ لباس کے بارے میں چند شرطوں کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ کپڑا جسم کو چھپا سکتا ہو۔ لہذا ہلکے نائلون یا ہلکے ململ وغیرہ کے کپڑے پہن کر عورتوں کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جب تک کہ الگ سے چادر وغیرہ نہ اوڑھیں چاہے دیکھنے والا موجود نہ ہو۔

۲۔ کپڑا پاک ہو۔ نجس کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے ہاں اگر پاک کرنے کا امکان نہ ہو اور وقت تنگ ہو تو اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

۳۔ مباح ہو۔ یعنی لباس اپنی ملکیت ہو یا مالک کی اجازت ہو۔ اگر بغیر خمس و زکوۃ دیئے ہوئے کسی رقم سے کپڑا خرید اگیا ہو یا کسی ایسے شخص کے ترکہ سے جس پر خمس و زکوٰۃ واجب تھا کوئی کپڑا خرید اگیا ہے تو اس میں نماز باطل ہے۔

۴۔مردار کی کھال کا نہ ہو۔ مردار سے بچنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ مسلمان سے خرید اگیا ہو۔ غیر مسلم سے خریدے ہوئے چمڑے میں نماز صحیح نہیں ہے جب تک کہ اس کے صحیح ذبح ہونے کا علم نہ ہو۔

۵۔ حرام گوشت جانور کا کوئی جز نہ ہو اس لئے کہ اس کے معمولی جز کہ شرکت سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ نماز میں کپڑے پر کتے یا بلی کا ایک بال بھی پڑ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

۶۔مردوں کے لئے خالص ریشم کے کپڑے کا استعمال حرام ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں۔ہاں اگر اس میں اتنا سوت وغیرہ ملا دیا جائے کہ وہ ریشمی نہ کہلائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۷۔ سونے کے توروں سے بنے ہوئے کپڑوں کا ستعمال مردوں کے لئے حرام ہے اسی طرح مردوں کے لئے سونے سے زینت اور آرائش بھی ناجائز ہے۔ جیسے سونے کی انگوٹھی ، چین ، چشمہ کا فریم ، گھڑی ، بٹن وغیرہ ۔ عورتوں کے لئے یہ تمام باتیں جائز ہیں۔

مردوں کے لئے سونے کا استعمال نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں حرام ہے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ سونے میں خالص کی قید نہیں بلکہ اگر مخلوط بھی ہے تو بھی ناجائز ہے۔ جب تک کہ اس میں تانبا یا کوئی دوسری دھات اتنی نہ ملا دی جائے کہ اسے سونا نہ کہہ سکیں۔

سوالات :

۱۔ نماز میں مرد اور عورت کو کتنا جسم چھپانا واجب ہے ؟

۲۔ نماز کے لباس کی تین شرطیں بیان کرو ؟

۳۔ نائلون کے کپڑے میں نماز کب ناجائز ہے ؟

اکیسواں سبق

مکان

مکان سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کھڑے ہو کر انسان نماز ادا کرتا ہے اس جگہ کے لئے پاک ہونے کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ نجس بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جگہ کی تری بدن اور کپڑے تک نہ پہونچ جائے مگر سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا بہرحال ضروری ہے۔

مکان نماز میں حسب ذیل شرائط ضروری ہیں:

۱۔ مباح و جائز ہو۔ دوسرے کی زمین پر یا مشترکہ اراض میں بغیر مالک و شریک کی اجازت کے نماز باطل ہے۔ عام موقوفات یعنی مسجد وغیرہ میں جو پہلے جگہ لے لے اُسے اُس کی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ اجازت کے صریح بیان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مالک کے راضی رہنے کا یقین ہونا کافی ہے۔

۲۔ نماز میں معصوم کی قبر کے آگے نہ ہونا چاہئے بلکہ پیچھے پڑھے یا زیادہ سے زیادہ برابر کھڑا ہو آگے ہونا خلاف ادب ہے ہاں اگر کافی اصلہ ہو جائے یا درمیان میں کوئی چیز جائل ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۳۔ نماز کی جگہ کو ساکن اور ٹھرا ہوا ہونا چاہئے۔ چلتی ہوئی گاڑی پر اس وقت تک نماز جائز ہے جبکہ آخر وقت تک اُتر کر یا رُکی ہوئی گاڑی میں نماز پڑھنا ممکن رہے۔

یوں تو نماز کے لئے کوئی جگہ معین نہیں ہے لیکن مسجد کو دیگر مقامات پر فوقیت و فضیلت حاصل ہے چاہے وہاں نماز جماعت ہو یا نہ ہو۔ جماعت کا ہونا مزید ثواب و برکت کا باعث ہے۔

مسجد کی عظمت یہ ہے کہ عام مسجدوں میں ایک نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں سو نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز بغیر مسجد میں پڑھے مقبول نہیں ہو سکتی سوا اس کے کہ کوئی مجبوری ہو اور دوسری روایت یہ ہے کہ مسجد روز قیامت ان نمازوں سے فریاد کرے گی جو نماز پڑھتے تھے لیکن مسجد میں نہیں آتے تھے۔

سوالات :

۱۔ کیا نجس جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں ؟

۲۔ ریل پر نماز کیونکر پڑھی جائے گی ؟

۳۔ معصوم کی قبر کے آگے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

۴۔ گھر کی نماز اور عام مسجد کی نما میں کیا فرق ہے ؟ عام مسجد اور جامع مسجد کی نماز میں کیا فرق ہے ؟

۵۔ جامع مسجد مین ایک نماز کا ثواب کیا ہے ؟

۶۔ چلتی ہوئی گاڑی میں نماز جائز ہے یا نہیں ؟

بائیسواں سبق

اذان و اقامت

اذان و اقامت صرف پنجگانہ نمازوں کے لئے مستحب ہے اور انتہائی تاکید کے ساتھ مستحب ہے۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت ناجائز ہے چاہے وہ واجب ہوں یا غیر واجب۔ اذان اور اقامت میں حسب ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے:

۱۔ نیت ۔ یعنی دونوں کو قربت کی نیت سے انجام سے اس لئے کہ کسی عبادت میں بغیر قصد قربت کے ثواب نہیں مل سکتا۔

۲۔ عقل ۔ دیوانے کی اذان و اقامت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۳۔ بلوغ ، نابالغ کی اذان و اقامت ناکافی ہے۔

۴۔ ذکوریت ، عورت کی اذان و اقامت مرد کے لئے ناکافی ہے البتہ عورت کا اذان و اقامت کہنا عورتوں کے لئے کافی ہے۔

۵۔ ترتیب ۔ پہلے اذان اس کے بعد اقامت کہنا چاہیئے۔

۶۔ موالات ۔ اذان کے بعد جلد ہی اقامت اور اقامت کے بعد فوراً نماز پڑھے۔ سلسلہ کے ٹوٹ جانے سے اذان و اقامت بیکار ہو جاتی ہے۔

۷۔ عربی ۔ اُردو میں یا غلط عربی میں اذان و اقامت درست نہیں ہے۔

۸۔ وقت ۔

نماز کے وقت سے پہلے اس کا ادا کرنا غلط ہے البتہ قضا نماز پڑھی جا سکتی ہے اس لئے اس کا وقت ہر وقت رہتا ہے۔ اذان کے لئے طہارت ۔ قیام ۔ استقبال قبلہ مسجد ہے لیکن اقامت میں طہارت و قیام ضروری ہے۔ یہ رسم کہ اقامت کہتے کہتے قدقامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہو گئے فرادی نماز میں بالکل نامناسب ہے اس طرح اقامت کا ثواب نہیں مل سکتا۔ اذان و اقامت دونوں میں ذکر رسولؐ اکرم کے بعد ذکر امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہونا چاہئے جو اذان کا جز نہیں ہے۔ لیکن حکم پیغمبرؐ کی بنا پر مستحب ہے۔

اگر کوئی شخص اذان و اقامت دونوں بھول جائے اور نماز شروع کر دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ رکوع میں پہونچنے سے پہلے نماز کو توڑ دے اور اذان و اقامت کہہ کر پھر نماز شروع کرے لیکن اگر صورف اقامت بھول گیا ہے تو الحمد شروع کرنے کے بعد نماز نہیں توڑ سکتا البتہ اس سے پہلے توڑ سکتا ہے۔ تنہا اذان کے بھول جانے سے نماز نہیں توڑی جا سکتی۔ اسی طرح کسی ایک کے بھی قصداً چھوڑ دینے پر نماز کا قطع کرنا حرام ہے۔

سوالات :

۱ ۔ نابالغ کی اذان و اقامت کیا کافی ہے ؟

۲ ۔ اقامت و نماز کے درمیان وقت کا فاصلہ کیا ہے ؟

۳ ۔ اگر نمازی اذان و اقامت بھول کر نماز شروع کر دے تو کیا حکم ہے ؟

۴ ۔ اقامت کی کوئی تین شرطیں بتاؤ ؟

۵ ۔ اذان اور اقامت میں جن باتوں کا لحاظ ضروری ہے وہ کتنی ہیں ؟

تیسواں سبق

واجبات نماز

نماز میں گیارہ چیزیں واجب ہیں اور انھیں کے مجموعہ کا نام نماز ہے۔

نیت : تکبیرۃ الاحرام ۔ قیام ۔ قرائت ۔ ذکر ۔ رکوع ۔ سجود ۔ تشہد ۔ سلام ۔ ترتیب ۔ موالات ۔ ان میں سے پانچ واجب کن ہیں یعنی ان کی کمی زیادتی بھولے سے بھی نماز کو باطل کردیتی ہے۔ نیت تکبیرۃ الاحرام۔ قیام ۔ رکوع ۔ دونوں سجدے باقی سب غیر رکن ہیں یعنی ان کو قصداً چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن بھولے سے باطل نہیں ہوتی بلکہ ان کی قضا کرنا پڑتی ہے۔

نیت :

نیت رکن ہے اس کو ہمیشہ دل میں ہونا چاہئے زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ نماز احتیاط میں تو زبان سے ادا کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

تکبیرۃ الاحرام ۔

نیت کے بعد اللہ اکبر کہنا رکن نماز ہے اورپوری نماز میں یہی ایک تکبیر واجب ہے اس کے علاوہ تمام تکبیریں سنت ہیں۔

قیام۔

انسان اپنے مکان بھر کھڑے ہوکر نماز پڑھے ورنہ بیٹھ کر پڑھے اور اگ بیمار یا کمزور ہے تو جتنی دیر کھڑا رہ سکے ٹھرا رہے پھر اگر طاقت آجائے تو پھر کھڑا ہو جائے اور جو بیٹھ بھی نہ سکے وہ لیٹ جائے داہنے یا بائیں کروٹ یا چت۔ بشرطیکہ قبلہ کی طرف اس کا چہرہ رہے۔ قیام ۔ الحمد اور سورہ، پڑھتے وقت واجب ہے لیکن تکبیر کے وقت رکن ہے اور سورہ، پڑھتے وقت واجب ہے لیکن تکبیر کے وقت رکن ہے اور اسی طرح رکوع سے پہلے بھی رکن ہے یعنی رکوع میں قیام سے جانا چاہئے یہی قیام متصل برکوع ہے۔ اس قیام کے رکن ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر انسان حمد و سورہ کے بعد بھولے سے سجدہ کے لئے جھک گیا اور سجدہ کرنے سے پہلے یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا ہے تو اب وہیں سے رکوع میں نہیں جا سکتا ورنہ نماز باطل ہو جائے گی بلکہ اسے چاہئے کہ سیدھے کھڑا ہو اور اس کے بعد رکوع میں جائے۔

قرات ۔ تکبیر کے بعد پہلی دو رکعت میں الحمد اور اس کے بعد کوئی ایک سورہ پڑھنا واجب ہے۔ البتہ واجب سجدہوں والے سورے نہ پڑھے اور اتنے لمبے سورے نہ پڑھے کہ نماز کا وقت نکل جائے۔ جماعت کی حالت میں یہی دو سورے ماموم نہیں پڑھتا ہے ورنہ باقی نماز ماموم خود ادا کرے گا۔ آخری دو رکعتوں میں انسان کو اختیار ہے چاہے سورہ حمد پڑھے یا ایک مرتبہ سُبحَانَ اللهِ وَ الحَمدُ لِلهِ وَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ للهُ وَ اللهُ اَکبَر پڑھے۔ تین مرتبہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

رکوع ۔ نماز کا ایک اہم رکن ہے اگر اتفاقاً کبھی رہ جائے یا ایک سے دو ہو جائے تو نماز باطل ہے۔ رکوع میں اتنا جھکنا چاہئے کہ ہتھیلی گھٹنے تک پہونچ سکے۔ گھٹنے پر ہتھیلی کا رکھنا واجب نہیں ہے۔ رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم و بحمدہ یا تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ان کلمات کو بار بار دھرانا افضل و مستحب ہے۔ رکوع ختم کرنے کے بعد سیدھے کھڑا ہو کر سجدہ میں جائے اس لئے کہ یہ قیام بھی واجب ہے۔ کھڑے ہونے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ ۔ اللہ اکبر کہنا مستحب ہے۔

سجدہ ۔

یہ بھی نماز کا ایک رکن ہے لیکن دونوں ملاکر جس کا مطلب یہ ہے کہ دو کے چار ہو جائیں یا اتفاق سے کسی رکعت میں ایک بھی نہ ہو سکے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ سجدہ میں سات اعضا ، کا زمین پر ٹکنا ضروری ہے۔ پیشانی ۔ دونوں ہتھیلیاں ۔ دونوں گھٹنے ۔ دونوں پیر کے انگوٹھے سجدہ کا ذکر سبحان ربی الا علیٰ و بحمدہ یا تین مرتبہ سبحان اللہ ہے۔ سجدہ مٹی پر ہوگا یا جو چیزیں زمین سے اُگی ہوں ان پر ہوگا بشرطیکہ وہ کھانے اور پہننے میں کام نہ آتی ہوں۔ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کا زیادہ ثواب ہے۔ اس لئے کہ یہ خاک اسلامی قربانیوں کو یاد دلانے والی اور مسلمانوں میں جوش عقیدت کو ابھارنے والی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ سجدہ کا جواز اسی خاک پاک میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر پاک مٹی ، لکڑی ، پتے پر اپنے شرائط کے ساتھ سجدہ کیا جا سکتا ہے۔

تشہد۔

دوسری رکعت اور آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے نعد تشہد واجب ہے جس کی صورت یہ ہے اَشهَدُ اَن لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ وَ اَشهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُهُ وَ رَسُولَهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد ! اگر کوئی شخص تشہد بھول جائے اور بھول کر کھڑا ہو جائے تو فوراً بیٹھ کر تشہد پڑھے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو کرے۔

سلام۔

نماز کے خاتمہ پر ایک سلام واجب ہے چاہے اِلسِّلاِمُ عَلَینَا وَ عَلیٰ عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِینُ "یا " اَلسَّلاَمُ عَلَیکُم وَ رَحمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ بہر حال مستحب ہے۔ سلام نماز کا جز ہے۔

ترتیب ۔

نماز کو اپنی صحیح ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیئے مثلاً نیت کرکے تکبیر کہے پھر سورہ حمد پڑھے دوسرا سورہ پڑھے پھر رکوع میں جائے۔ رکوع سے اُٹھ کر سجدہ میں جائے۔ ایک سجدہ سے اُٹھ کر پھر دوسرا سجدہ کریں پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اگر دو ہی رکعت پڑھنا ہے تو سجدہ کے بعد تشہد و سلام پڑھ کر ختم کر دے ورنہ باقہ نماز اسی ترتیب سے ادا کرے۔

موالات ۔

نماز کے تمام اگعال کو پے در پے ہونا چاہیئے۔ درمیان میں اتنا فاصلہ یا ایسی خاموشی نہ ہو جائے کہ صورت نماز ہی ختم ہو جائے۔

قنوت ۔

یہ دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے مستحب ہے اس میں ایک صلوات کا پڑھنا بھی کافی ہے۔

سوالات :

١۔ ارکان نماز کتنے ہیں اور ان کا کیا حکم ہے ؟

٢۔ کون سا قیام رکن ہے اور قیام متصل بر کوع کا کیا مطلب ہے ؟

٣۔ واجب نماز کتنے ہیں ؟

۴۔ موالات کسے کہتے ہیں ؟

چوبیسواں سبق

مبطلات نماز

نو چیزیں ایسی ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کا دوبارہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۱۔ کسی ایسے حدث کا صادر ہو جانا جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے یا غسل واجب ہو جاتا ہے اسلئے کہ ان چیزوں سے طہارت ختم ہو جاتی ہے اور طہارت کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔

۲۔ پورے بدن کا قبلہ سے منحرف ہو جانا یا تنہا چہرا کا اس قدر مڑ جانا جس سے پس پشت تک کی چیزیں دیکھ سکے، رہ گیا داہنے بائیں تھوڑا سا انحراف و التفات ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۳۔ حالت نماز میں ایسے کام انجام دینا جو جائز ہیں یا جن کے کرنے سے نماز کی صورت باقی نہیں رہتی۔ جیسے ناچنا ۔ گانا ۔ سینا پرونا وغیرہ

اسکے علاوہ ہاتھوں کو حرکت دینا کسی ضرورت سے جھکنا ۔ دو ایک قدم آگے پیچھے ۔ داہنے بائیں ہٹ جانا ۔ خطرہ میں سانپ بچھو کا قتل کر دینا ۔ بچہ کو گود میں اٹھا لینا یا اس قسم کے دوسرے معمولی افعال سے نماز باطل نہیں ہوتی بشرطیہ حرکت کی حالت میں خاموش رہے کوئی ذکر وغیرہ کا خاص خیال رکھے۔ بلا ضرورت یہ باتیں کسی طرح مناسب نہیں ہیں۔

۴۔ کلام نماز کی حالت میں علاوہ ذکر و دعا کے کسی بھی لفظ کا استعمال کرنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ دعا و غیرہ میں بھی خطاب پروردگار عالم سے ہونا چاہیئے کسی آدمی سے خطاب کر کے اسے دعا دینا ناجائز ہے۔ نماز پڑھنے والے کو سلام کرنے کی ابتدا نہیں کرنی چاہیئے لیکن اگر کوئی سلام کر دی تو فوراً سلام علیکم کہہ کر جواب دینا چاہیئے علیکم السلام کہہ کر نہیں۔ اگر پوری جماعت کو سلام کیا جائے تو ایک شخص کا جواب کافی ہے لیکن اگر سب جواب کو ٹال جائیں گے تو گناہ میں بھی سب شریک ہینگے۔

ہندوستان کے رسمی سلام "اداب عرض " ہے۔ تسلیمات و غیرہ جیسے فقروں کا جواب واجب نہیں ہے بلکہ حالت نماز میں تو ان الفاظ کا ادا کرنا جائز بھی نہیں ہے۔

۵۔ نماز میں آواز کے ساتھ یا اتنی شدت سے ہنسنا کہ سارا چہرہ سرخ ہو جائے خواہ آواز نہ بھی نکلے نماز کو باطل کر دیتا ہے البتہ معمولی مسکراہٹ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہنسی سے جب چہرہ سرخ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ نماز کو تمام کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

۶۔ گریہ و بکا۔ حالت نماز میں دنیاوی کاموں کے لئے رونا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دفعتاً خود بخود رونا آگیا اور انسان اس پر قابو نہ پا سکا جب بھی نماز باطل ہو جائے گی۔ سید الشہدا پر گریہ کرنا خدا کی خوشنودی کی نیت سے جائز ہے۔

۷۔ کھانا پینا ۔ نماز کی حالت میں کسی مقدار میں بھی کھانا پینا ناجائز ہے بلکہ مبطل نماز ہے ہاں اگر منھ میں شکر وغیرہ کے کچھ ریزے رہ گئے ہیں اور وہ پگھل کر اندر چلے جائیں تو اس سے کوئی اثر نماز پر نہیں پڑتا۔ اگر کوئی شخص درمیان نماز میں بھولے سے کھانے پینے میں مشغول ہو گیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی بشرطیہ نمازی جانماز پر معلوم ہوتا ہو دسترخوان پر نہیں۔ اس حکم سے صرف وہ شخص آزاد ہے جو نماز وتر پڑھ رہا ہے اور صبح کے وقت اُسے روزہ رکھنا ہے۔ ایسے آدمی کو نہ اختیار رہے کہ نماز کی حالت میں پانی پی لے ۔ کھانا وہ بھی نہیں کھا سکتا۔ پانی پینے میں بھی قبلہ کا لحاظ انتہائی ضروری ہے۔

۸۔ تکفیر ۔ نماز میں ہاتھ باندھنا شریعت اسلام کی رو سے ناجائز ہے۔

۹۔ سورہ حمد کے خاتمہ پر عام مسلمانوں کی طرح آمین کہنا فقہ آل محمدؐ کی رو سے ناجائز بلکہ مبطل نماز ہے اتفاقی طور سے زبان سے نکل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ وہ مقامات ہیں جہاں نماز خود بخود باطل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کسی موقع پر بھی باطل ضرورت نماز کا قطع کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ضرورت کے وقت ایسا ہو سکتا ہے چاہے وہ ضرورت دنیاوی ہو یا دینی بلکہ بعض حالات میں اگر جان و مال و آبرو کا خطرہ ہے تو نماز کا توڑ دینا واجب ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز توڑتے وقت ایک سلام پڑھے۔

تنبیہ۔

نماز یومیہ میں صبح، مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتیں باآواز پڑھی جائینگی۔ ظہر و عصر مکمل اور مغربین کی آخری رکعتیں آہستہ پڑھی جائینگی لیکن یہ خیال رہے کہ بات صرف حمد و سورہ کے بارے میں ہے اس کے علاوہ پوری نماز کے بارے میں انسان کو اختیار ہے کہ چاہے آہستہ پڑھے یا باآواز۔ حمد و سورہ اور دیگر ذکر و دعا کے پڑھنے میں عربی قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ حمد و سورہ باآواز پڑھتے وقت ہر ہر حرف کا آواز سے پڑھنا واجب ہے۔ مثلا ضآلین کا نون بھی آواز سے ادا کرنا ضروری ہے۔

سوالات:

۱۔ حالت نماز میں سانپ، بچھو کا مارنا کیسا ہے نماز صحیح رہے گی یا باطل ہو جائے گی؟

۲۔ کیا مسکراہٹ سے نماز باطل ہو جائے گی؟

۳۔ نماز میں پانی پینا کیسا ہے؟

۴۔ تکفیر کے معنی کیا ہیں؟

۵۔ مبطلات نماز بتلائیے؟

۶۔ کیا حالت نماز میں آداب عرض، یا تسلیمات عرض کہا جائے تو نماز صحیح ہوگی؟

پچیسواں سبق

آداب ذکر و قرائت

۱۔ نیت کے موقع پر بعض حضرات قربتہً الا اللہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ یہ لفظ " الی اللہ " ہے۔

۲۔ صلوات میں اَللّٰھُم سَلِّ سے کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہ رسولؐ اکرم کے لئے بد دعا ہے اصل لفظ صَلِّ صاد سے ادا ہوتا ہے۔

۳۔اَشھَدُ اَن لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ میں اَن کا نون گرا کر الف کو بعد کے لام سے ملا کر اَلاَّ اِلٰہَ پڑھنا چاہیئے۔

۴۔ صلوات میں محمدٍ و آلِ محمد میں واوٗ پر تشدید دیکر وال کو واوٗ سے ملا کر پڑھنا چاہیئے۔

۵۔ کفو احدٌ میں لفظ کفوا کو کُفواً واوٗ کے ساتھ اور کُفواً ۔ کُفؤاً ہمزہ کے ساتھ چار طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔

۶۔ حی علی الصلوۃ اور قد قامت الصلوۃ میں "ت" کو "ہ" پڑھنا چاہیئے اس لئے کہ وقف اور ٹھراوٗ میں گول ۃ "ہ" سے بدل جاتی ہے۔

۷۔ تشہد میں اَشھَدُ اَنَّ مُحمَداً عَبدُہُ وَ رَسُولَہُ میں عَبدَہ کے دال پر پیش ہونا چاہیئے زبر غلط ہے۔

۸۔ سورہ حمد میں المستقیم پر ٹھہر بھی سکتے ہیں اور المستقیمَ پڑھ کر بعد سے ملا بھی سکتے ہیں۔

۹۔ نماز کی حالت میں جتنے بھی ذکر واجب یا مستحب ہیں سب کو سکون و اطمینان کی حالت میں ادا کرنا چاہیئے حرکت و اضطراب میں سوائے بِحولِ اللہ وَ قُوتِہِ اَقُومُ وَ اَقعُدُ کے کسی ذکر کا ادا کرنا مناسب نہیں ہے۔

سوالات :

۱۔ کتنی چیزیں ایسی ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ؟

۲۔ نیت میں اِلا اللہ درست ہے یا اِلی اللہ صحیح ہے ؟

۳۔ نماز میں وہ کون سی چیز ہے جس کو حرکت کی حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں ؟

چھبیسواں سبق

نماز قضا

اگر انسان سے اپنی نماز ترک ہو گئی ہے یا بڑے بیٹے پر باپ کی قضا نماز واجب ہو گئی ہے تو اس کا فریضہ ہے کہ ان سب کی قضا ادا کرے قضا نماز تمام احکام مین باطل ادا جیسی ہے اگر سفر کی قجا ہے تو گھر میں بھی قصر ہی ادا کی جائے گی اور اسی طرح بر عکس۔ اگر جہری ہے تو جہری رہے گی اخفاقی ہے تو اخفاقی رہے گی۔ فرادی بھی ہو سکتی ہے جماعت سے بھی ہو سکتی ہے ترتیب کا لحاظ بھی ضروری ہوگا۔ مثلا پہلے ظہر کی پھر عصر کی پہلے مغرب کی پھر عشاء کی البتہ یہ ممکن ہے کہ صبح کی قضا نماز ظہرین کی ادا کے بعد پڑھے یا ظہرین کی قضا نماز مغربین کی ادا کے بعد پڑھے۔ قضا کا کوئی وقت معین نہیں ہے ہر نماز کی قضا ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

والدین کی نماز اگر خود ادا ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اجرت دے کر پڑھوائے اجرت پڑھنے والا مرنے والے کی طرف سے نیت کر کے ویسی نماز پڑھے جیسی نماز مرنے والے کی قضا ہوئی ہے۔ لیکن جہر و اخفات میں اپنا طاظ کرے گا یعنی اگر مرد عورت کی طرف سے پڑھ رہا ہے تب بھی جس نماز میں مرد سورے آواز سے پڑھتا ہے اس نماز میں آواز سے ہی پڑھے گا۔ بڑے بیٹے کے علاوہ قضاء والد کسی دوسرے پر واجب نہیں ہے یہ اور بات ہے کہ بڑے بیٹے کی نالائقی یا اس کے نہ ہونے کی صورت میں دیگر اولاد و اعزاء کو ازراہ ہمدردی اس فیضہ کو ادا کر دینا چاہیئے۔ عورت پر زمانہ حیض و نفاس میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ اس زمانہ کے روزے کی قضا ضروری ہے۔

مردے کی طرف سے اگر کوئی شخص ازخود نماز ادا کردے تو وارث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیمار آدمی قضائے عمری کو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا بلکہ صحت کا انتظار کرے گا۔ ہاں اگر صحت سے مایوس ہو گیا ہے تو بیٹھ کر بھی ادا کرے گا۔ عام طور سے جمعتہ الوداع کے دن چار رکعت نماز کو زندگی بھر کا کفارہ مشہور کر دیا گیا ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے بلکہ قضا کا ادا کرنا بہرحال ضروری ہے۔

سوالات:

۱۔ جہری نمازیں کون ہیں اور اخفائی کون؟

۲۔ باپ کی نماز کس بیٹے پر واجب ہے؟

۳۔ اجرت پر نماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

ستائیسواں سبق

نماز کی غلطیاں

بھول

نماز مین غلطیوں کی دو صورتیں ہوتی ہیں، بھول اور شک۔ بھول جانے کی صورت یہ ہے کہ انسان حالت نماز میں کسی واجب کے ادا کرنے سے غافل ہو جائے۔ ایسی صورت میں اگر بھولی بات اگلے رکن میں داخل ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً پلٹ کر اسے بجا لائے اور اگر رکن میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے جیسے رکوع میں پہونچکر سورہ حمد یا دوسرے سورہ کا بھول جانا یاد آیا تو ایسی حالت میں جس چیز کو بھولا ہے اگر وہ خود رکن نہیں ہے تو نماز کو آگے پڑھا دے اور بعد میں ہر بھولی ہوئی بات کے لئے دو سجدہ سہو کرے اور اگر بھولی ہوئی بات خود رکن تھی تو نماز باطل ہو گئی پھر سے پڑھے۔ اگر پلٹ کر واجب کو ادا کرنے میں کوئی زیادتی ہو گئی ہے تو اس زیادتی کے لئے بھی سجدہ سہو کرے گا۔ مثلاً کھڑے ہو جانے کے بعد یاد آئے کہ تشہد نہیں پڑھا ہے تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کے بعد سجدہ سہو کرے اس لئے کہ کھڑا ہو کر پھر بیٹھنا پڑا اور تشہد کے بعد پھر کھڑا ہونا پڑا۔ اس زیادتی کے لئے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

سجدہ سہو چھ اسباب سے واجب ہوگا۔

۱۔ بھولے سے درمیان نماز میں کلام کر لینا ایسے میں نماز باطل نہ ہوگی بلکہ سجدہ سہو کرے گا۔

۲۔ بے محل سلام پڑھ دینا۔

۳۔دوسرے سجدہ کے بعد چوتھی اور پانچویں رکعت یا حالت قیام میں چوتھی یا پانچویں یا یا پانچویں اور چھٹی رکعت میں شک کرنا۔

۴۔ ایک سجدہ کا بھول جانا دونوں کے بھولنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس لئے وہ رکن ہیں۔

۵۔ بے محل کھڑا ہو جانا جیسے کہ دوسری رکعت میں بجائے تشہد کے قیام کرنا۔ ایسے میں بیٹھ کر تشہد پڑھے گا۔ اور نماز کے بعد سجدہ سہو کرے گا۔

۶۔ خود تشہد کا فراموش کر دینا اور بعد والی رکعت کے رکوع میں جا کر یاد آنا۔

سجدہ سہو کی ترکیب

نماز کے ختم ہوتے ہی قبلہ سے منحرف ہوئے بغیر فوراً دل میں نیت کرے کہ دو سجدہ سہو فلاں غلطی کی بنا پر کرتا ہوں واجب قربتہً الی اللہ اور یہ قصد کر کے فوراً سجدہ میں جائے اور یہ ذکر کرے ""بِسمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ اَلسَّلاَمُ عَلَیکَ اَیھُّا النَّبِیُ وَ رَحمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہُ " پھر سر اٹھا کر دوبارہ سجدہ کرے اور یہی ذکر پڑھے پھر سر اٹھا کر تشہد و سلام پڑھ کر کلام تمام کرے۔

اگر نماز میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا تھا تو خاتمہ نماز پر پہلے اس سجدہ یا تشہد کی قضا کرے، اس کے بعد سجدہ سہو کرے۔

شک

نماز میں شک پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ کبھی شک کا تعلق نماز کے

افعال سے ہوتا ہے اور کبھی نماز کی رکعتوں سے۔ افعال میں شک کا مطلبیہ ہے کہ دوران نماز تکبیر کہنے ، حمد یا سورہ پڑھنے ، رکوع یا سجدہ کونے وغیرہ میں شک ہو جائے ، ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر بعد والے عمل میں داخل ہونے کے بعد کسی پہلے والے فعل میں شک ہوا ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائےگی بلکہ نماز کو صحیح قرار دیا جائےگا مثلاًکسی شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے وقت سورہ حمد کے پڑھنے میں شک ہو گیا تو وہ بجائے پلٹنے کے نماز آگے پڑھتا رہےگا اور انشاء اللہ صحیح رہےگی۔

رکعات میں شک کا مطلب یہ ہے کہ رکعتوں کی صحیح تعداد یاد نہ رہے اس شک کی بظاہر بہت سی صورتیں ہیں لیکن صرف ۹ صورتوں میں نماز صحیح ہو سکتی ہے۔ باقی تمام صورتوں میں باطل ہوگی۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ شک پیدا ہوتے ہی دماغ پر زور دے کہ صحیح بات یاد کرنے کی کوشش کرے۔ اب اگر کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو شریعت کی تفصیل یہ ہے۔

ان قوانین کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ دوسرے سجدہ کے بعد یہ شک ہو کہ یہ سجدہ دوسری رکعت کا تھا یا تیسری رکعت کا۔ ایسی صورت میں تیسری سمجھ کر اسی حساب سے نماز تمام کرے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے اس لئے کہ اگر واقعی دوسری رکعت تھی تو ایک ہی رکعت کی کمی ہوئی ہے۔

۲ ۔تیسری اور چوتھی رکعت کے بارے میں کسی حالت میں شک ہو ۔ ایسے میں چوتھی قرار دے کر نماز تمام کرے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

۳۔ دوسری سجدہ کے بعد دو اور چار میں شک ہو ۔ ایسے میں چوتھی رکعت ورار دے کر نمام تمام کرے اور دو رکعت نماز احتیاط پڑھے۔

۴۔ دوسرے سجدہ کے بعد شک کرے کہ یہ رکعت دوسری تھی یا تیسری یا چوتھی ۔ ایسے میں چوتھی سمجھے اور پہلے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پرھے پھر دو رکعت بیٹھ کر۔

۵۔ دوسرے سجدہ کے بعد شک ہو کہ یہ رکعت چوتھی تھی یا پانچویں ۔ ایسے میں نماز وہیں پر تمام کرے اور دو سجدہ سہو کرے۔

۶۔ حالت قیام میں شک ہو کہ یہ چوتھی ہے یا پانچویں ۔ ایسے میں فوراً بیٹھ کر نماز تمام کر دے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے اور دو سجدہ سہو بھی کرے۔

۷۔ حالت قیام میں شک ہو کہ یہ تیسری ہے یا پانچویں ۔ ایسے میں بیٹھا کر نماز ختم کر دے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔ اور دو سجدہ سہو بھی کرے۔

۸۔ حالت قیام میں شک ہو کہ یہ تیاری ہے یا چوتھی یا پانچویں ۔ ایسے میں بیٹھ کر نماز تمام کر دے اور دو رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھے۔ اور دو سجدہ سہو بھی کرے۔

۹۔ حالت قیام میں شک ہو کہ یہ پانچویں ہے یا چھٹی ۔ ایسے میں بیٹھ کر نماز تمام کرے اور دو سجدہ سہو کرے۔ نیز بنا پر احتیاط واجب بے جا قیام کے لئے دو سجدہ مزید کرے۔

شک کے بارے میں یہ بات ضرور پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ سارے احکام صرف اس نماز کے لئے ہیں جس میں چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ سہ رکعتی نماز یعنی مغرب اور دو رکعتی نماز یعنی صبح اور حالت سفر کی ظہر و عصر و عشا کا حکم یہ ہے کہ شک پیدا ہوتے ہی کسی مقدار میں غور کرے اگر کوئی بات یاد آجائے تو اس پر عمل کرے ورنہ نماز کو اسی جگہ سے توڑ دے اور دوبارہ شروع کرے۔

نماز احتیاط

اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ اصل نماز کے ختم کرنے کے بعد فوراً ہی بلا فاصلہ نیت کرے کہ نماز احتیاط ایک رکعت یا دو رکعت پڑھتا ہوں واجب قربتہً الی اللہ اس نیت کا زبان سے ادا کرنا جائز ہے۔ اس کے بعد فقط سورہ حمد اور وہ بھی آہستہ پڑھ کر رکوع اور سجدہ کرے اگر ایک رکعتی ہے تو تشہد و سلام پڑھ کر نماز تمام کردے ورنہ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے اور سجدوں کے بعد تشہد و سلام ادا کر کے نماز ختم کردے۔ نماز احتیاط میں الحمد کے علاوہ دوسرا سورہ یا قنوت نہیں پڑھا جاتا ہے۔

سوالات :

۱۔ اگر نماز میں کسی واجب کو ادا کرنا بھول جائے تو کیا کرے ؟

۲۔ سجدہ سہو کہاں واجب ہوتا ہے ؟

۳۔ سجدہ سہو اور نماز احتیاط کی ترکیب بتاؤ ؟

۴۔ شک کی کتنی صورتوں میں نماز صحیح رہےگی ؟

۵۔ نماز احتیاط یا سجدہ سہو چھوڑ کر کیا نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے ؟

اٹھئیسواں سبق

نماز جماعت

نماز جماعت اسلامی استحاد و مساوات کا بہترین نمونہ ہے شریعت نے اس کی بے حد تاکید کی ہے۔ جماعت کی ایک رکعت نماز کو راہ خدا میں ایک لاکھ دینار صدقہ دینے سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ نماز جماعت صرف واجب نمازوں کے لئے ہے سنتی نمازوں میں علاوہ نماز عیدین کے جماعت نہیں ہو سکتی۔ جماعت ہر واجب نماز میں مستحب ہے لیکن جمعہ اور ظہور امامؑ کے زمانہ کی عیدین میں واجب ہے اور شائدیہی وجہ ہے کہ ہر جماعت دو آدمیوں سے ہو جاتی ہے۔ ایک امام اور ایک ماموم لیکن ان دونوں نمازوں کی جماعت کے لئے پانچ آدمیوں کی قید ہے یعنی ایک امام اور چار ماموم۔

نماز پنچگانہ کی جماعت میں انسان کو اختیار ہے جس نماز کو چاہے دوسری نماز والے پیشنماز کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔ مثلا صبح کی قضا ظہر کی ادا کے ساتھ یا ظہر کی قضا مغربین کی ادا کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ نماز عیدین، نماز آیات یا نماز میت پڑھنے والے کے ساتھ نماز یومیہ نہیں پڑھی جا سکتی اور نہ یہ نمازیں یومیہ پڑھنے والے کے پیچھے پڑھی جا سکتی ہیں۔ البتہ امام اور ماموم دونوں کی نماز ایک ہی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس مقام پر چند باتیں قابل لحاظ ہیں۔

۱۔ جماعت ہمیشہ امام کے ساتھ پڑھی جائے گی کسی ماموم کی اقتدا کرنا جائز نہیں ہے۔

۲، امام کو صرف نیت کے ذریعہ معین کرے۔ نام و نسب، رشتہ قرابتداری معلوم کرنے یا انگلی سے اشارہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ درمیان نماز میں ایک امام سے دوسرے امام کی طرف نیت نہیں بدلی جا سکتی لیکن اگر پہلا والا مر جائے یا بیہوش ہو جائے یا اس کی نماز باطل ہو جائے یا وصر ہونے کی وجہ سے ختم ہو جائے تو فوراً دوسرے امام کی نیت دل ہی دل میں کر لے اگر کوئی دوسرا موجود ہے ورنہ پھر فرادی نماز تمام کرے۔

۴۔ جماعت میں ضرورت کے وقت درمیان سے فرادی کی نیت کر سکتے ہیں لیکن اگر ایسا اَثنا قرائت میں کیا ہے تو حمد و سورہ پھر سے پڑھنا ہوگا۔

۵۔ نماز جماعت میں ایک رکعت شمار ہونے کے لئے رکوع میں شریک ضروری ہے۔ اور امام جماعت کے ساتھ قنوت اور تشہد پڑھنا ہوگا۔

۶۔ اگر رکوع تک پہونچ جانے کے خیال سے جماعت میں شامل ہو اور رکوع میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ امام نے ست اٹھا لیا ہے تو نماز باطل ہو جائےگی۔ اور پھر سے شروع کرے گا لیکن اگر رکوع تک نہیں پہونچا ہے تو فرادیٰ پڑھ سکتا ہے۔

شرائط جماعت

امام اور ماموم کے درمیان کوئی ایسی چیز جائز نہ ہو جس سے اتصال ختم ہو جائے اس لئے کہ ماموم کا امام تک براہ راست یا دیگر ماموین کے ذریعہ اتصال انتہائی ضروری ہے اتصال خواہ سامنے سے ہو یا دائیں بائیں سے۔ دیوار کے پیچھے کھڑے ہونے والے افراد کا سلسلہ اگر داہنے بائیں سے امام تک پہونچ جائے تو ان کی نماز صحیح ہے ورنہ بیکار۔ اگر ماموم مرد کے علاوہ عورت بھی ہو تو مرد عورت کے درمیان پردہ ہو سکتا ہے اور اس سے نماز پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ حائل اگر درمیان نماز میں پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے امام تک پہونچنے کا سلسلہ ٹوٹ جائے جیسے ایک سے زیادہ لوگ فرادیٰ کی نیت کر لیں اور اس کا سلسلہ کسی اور طرف سے قائم نہ ہو سکے جیسا کہ پہلی صف میں ہوتا ہے تو ایسی حالت میں فرادیٰ کی نیت کر لینا چاہیئے اور جماعت سے الگ ہو کر نماز تمام کرنا چاہیئے البتہ اگر فرادیٰ والے لوگ دوسری رکعت سے پھر شریک ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۔ امام کی جگہ ماموم سے بلند نہ ہونی چاہیئے۔ ماموم امام سے بلند ہو سکتا ہے خواہ کتنی ہی مقدار میں کیوں نہ بلند ہو بشرطیکہ نماز جماعت کی شکل باقی رہے۔ اگر امام کی جگہ ایک بالشت سے کم بلند ہے یا جگہ ڈہالو قسم کی ہے تو امام کی بلندی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن یہ خیال رہے کہ ڈھال بھی زیادہ نہ ہو۔

۲۔ ماموم کی سجدہ گاہ اور امام کی جائے قیام میں ایک میٹر کا فاصلہ نہ ہو بلکہ یہی بات حتی الامکان آپس میں صفوں میں بھی ہونی چاہیئے۔ ماموم کو امام سے مقدم نہ ہونا چاہیئے بلکہ حتی الامکان برابر بھی نہ ہو۔

شرائط پیشنماز

امام جماعت میں ایمان و عقل اور صحیح النسل ہونے کے علاوہ حسب ذیل شرائط لازم ہیں۔

۱۔ مردوں کے لئے امام مرد ہو، عورت صرف عورتوں کی جماعت کو نماز پڑھا سکتی ہے

۲۔ امام عادل ہو اور اس کی عدالت کسی نہ کسی طرح سے معلوم ہو۔ نا معلوم شخص کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے البتہ اگر ماموین کے ذریعہ اطمینان پیدا ہو جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

۳۔ قرائت (لہجہ، زیر و زبر) ٹھیک ہو، ہاں اگر ماموم بھی امام ہی کی طرح کسی لفظ میں اٹک جاتا ہے تو دونوں کی آپس میں جماعت ہو سکتی ہے۔ جماعت امام ٹھیک سے ادا نہ کر سکے وہاں سے فرادی ہو کر خود پڑھے۔

پیشنماز کا علم میں ماموم سے بہتر ہونا یا اس کے برابر ہونا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ تیمم والا باوضو کو، جبیرہ والا صحیح و سالم کو، مجبوراً نجس لباس میں نماز پڑھنے والا پاک کپڑے والے کو نماز پڑھا سکتا ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے والا کھڑے ہو کر پڑھنے والے یا لیٹنے والا بیٹھنے والے کو نہیں پڑھا سکتا۔

اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ امام باقاعدہ امام نہ تھا تو نماز پر کوئی اثر نہ پڑے گا لیکن اگر جماعت کے بھروسے ایسی کمی ہو گئی ہے جو صرف جماعت میں روا ئے تو نماز کو پھر سے پڑھنا چاہیئے۔

احکام جماعت

۱۔ امام جماعت اپنے ماموین کی طرف سے سرف حمدہ سورہ کا ذمہ دار ہے اور وہ بھی اگر ماموم پہلی یا دوسری رکعت میں شریک ہو جائے ورنہ باقی اذکار کے ساتھ اسے خود ہی حمد و سورہ بھی پڑھنا ہوگا۔ اخفاتی نماز یعنی ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں ماموم کے لئے قرائت ناجائز ہے۔ جہری نماز میں بھی اگر کسی طرح آواز پہونچتی ہے تو قرائت ناجائز ہے ہاں اگر آواز پہونچ پائے تو ماموم خود بھی حمد و سورہ پڑھ سکتا ہے۔

دوسری رکعت میں شریک ہونے والے امام کی تیسری رکعت میں قرائت خود ہی کرنا پڑے گی اسی طرح تیسری میں شرکت کرنے والے کو امام کی چوتھی رکعت میں بلکہ تیسری میں بھی اگر حالت قیام سے شرکت ہو گیا ہے تو قرائت خود ہی کرنا ہوگی۔ اس لئے بہتر ہے کہ رکوع سے شرکت کرے۔

۲۔ ماموم کو قرائت آہستہ کرنا چاہئے نماز جہری یعنی مغرب و عشا و صبح ہی کی کیوں نہ ہو جبکہ وہ آخری رکعتوں میں شریک ہوا ہے بلکہ اگر اس تک امام کی آواز پہلی دو رکعتوں میں نہیں پہونچتی ہے تو بھی جب قرائت کرے تو آہستہ کرے۔

۳۔ نماز کے افعال میں امام کی پیروی واجب ہے لیکن اقوال میں ماموم کو اختیار ہے۔ تکبیرۃ الاحرام اور سلام امام کے بعد ہی کہنا ہوگا۔

۴۔ ایک نماز کو بلاوجہ دو مرتبہ نہیں پڑھ سکتی ہاں یہ ممکن ہے کہ فرادی پڑھ کر پھر اسے جماعت سے پڑھے لیکن دوبارہ نماز میں صرف قربت کی نیت کرنا چاہیئے۔

۵۔ اگر ماموم ایک ہی ہے تو امام کے داہنے طرف ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو لیکن اگر عورت ہے تو پیچھے ہی کھڑی ہوگی۔

سوالات:

۱۔ جماعت کن نمازوں میں واجب ہے؟

۲۔ کیا نماز آیات کے ساتھ نماز یومیہ پڑھی جا سکتی ہے؟

۳۔ نماز جماعت میں شریک ہرنے کا طریقہ کیا ہے؟

۴۔ درمیان میں جماعت کی نیت بدلی جا سکتی ہے یا نہیں؟

۵۔ پیش نماز کے شرائط بیان کرو۔

انتیسواں سبق

نماز قصر

سفر کی حالت میں چار رکعتی نماز قصر ہو جاتی ہے یعنی صرف دو رکعت رہ جاتی ہے۔ صبح سور مغرب کی نماز میں قصر جائز نہیں ہے۔ نماز کے قصر ہو جانے کی چند شرطیں یہ ہیں :

۱۔ شروع سے چوبیس میل شرعی یعنی تقریباً چوالیس کلو میٹر تک جانے کا ارادہ ہو یا آمد ورفت ملا کر اتنی مسافت پوری ہو جاتی ہو۔ مسافت کا حساب آبادی کے آخری مکان سے ہوگا اور اگر کسی آدمی کا ارادہ اس سے کم کا ہو تو وہ قصر نہیں کر سکتا۔ چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے اس سے زیادہ کیوں نہ ہو جائے۔

قصر کے لئے اختیاری سفر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر کسی مجبور یا قیدی کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ مجھے اتنی مسافت تک زبردستی لے جایا جائے گا تو اسے بھی قصر کرنا ہوگا۔

۲۔ سفر کو جائز ہونا چاہئے ۔ حرام سفر میں قصر نہیں ہو سکتا خواہ سفر خود حرام ہو۔ جیسے غلام کا اپنے آقا سے فرار کر جانا یا مجاہد کا میدان جہاد سے بھاگ جانا یا سفر کی غرض و غایت حرام ہو جیسے قتل و غارت ، چوری و ڈاکہ زنی و زنا و شراب خوری ، جھوٹی گواہی یا سنیما کے لئے سفر کرنا ان تمام صورتوں میں نماز و روزہ قصر نہیں ہو سکتا۔

۳۔ سفر انسان کا پیشہ نہ ہو ۔ وہ لوگ جن کا کاروبار ہی سفر ہے جیسے ڈرائیور ، ملاح ، پائلٹ ، اجینٹ وغیرہ ان کا فریضہ ہے کہ اپنے سفر میں قصر نہ کریں بشرطیکہ اس سفر کا تعلق پیشہ سے ہو لیکن اگر یہی لوگ اپنے کاروبار سے الگ پرائویٹ کام کے لئے سفر کریں گے تو یہ بھی قصر کرینگے ، جیسے ان لوگوں کا زیارت کے لئے سفر کرنا۔

۴۔ انسان خانہ بدوش نہ ہو۔ خانہ بدوش آدمی جب تک اپنی زندگی کے لئے سفر کرتا رہے گا نماز پوری پڑھے گا لیکن جب اپنی زندگی کے علاوہ کسی اور کام کے لئے سفر کرے گا تو وہ بھی نماز قصر کرے گا۔

۵۔ مسافر اس جگہ سے آگے نکل جائے جہاں تک شہر کا آخری گھر دکھائی دیتا ہے یا آخری مکان میں ہونے والی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے کیونکہ اس علاقہ کے اندر قصر کرنا ناجائز ہے۔ وہ لوگ جو سفر کے لئے صبح ہی سے روزہ توڑ دیتے ہیں اور اس کے بعد گھر سے نکلتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں انھیں اس روزہ کا کفارہ دینا پڑے گا۔ روزہ مذکورہ بلاحدود سے نکلنے کے بعد ہی ٹوٹ سکتا ہے۔ اگر آبادی کافی بلندی پر ہے تو اس کا حساب نہیں ہوگا بلکہ عام بستیوں کے اعتبار سے قصر و اتمام کا معملہ لیا جائے گا۔

۶۔ درمیان سفر میں ایسی جگہ نہ پہونچے جو اس کا وطن ہو یا جہاں دس دن قیام کا ارادہ ہے اس لئے کہ ایسی جگہ پہونچنے پر قصر نہیں ہو سکتا۔

وطن   وہ جگہ ہے کہ جہاں انسان پیدا ہوا ہے یا زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتا ہے   ایک آدمی کے دو وطن بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر اس کا ارادہ انھیں دو جگیوں پر زنگدی گزار دینے کا ہے۔ قدیم وطن ترک بھی ہو سکتا ہے اگر اس سے کنارہ کشی کر کے بے تعلقی پیدا کر لے جیسے بعض مہاجرین ایسا کرتے ہیں۔

اگر کسی آدمی نے دس دن کے ارادہ سے ایک نماز پوری پڑھ لی اور بعد میں رائے بدل گئی تو بہر حال نماز پوری ہی رہے گی جب تک کہ دوسرا سفر شروع نہ ہو جائے۔

اگر کسی شخص نے قصر کی نیت سے نماز شروع کی اور درمیان میں رائے بدل گئی تو چار پوری کر دے اور اگر پوری کے ارادے سے شروع کی اور رائے بدل گئی تو تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پہلے قصر کر کے ختم کر دے لیکن تیسری رکعت کے رکوع میں پہونچنے کے بع رائے بدلی تو وہ نماز توڑ کر پھر سے شروع کرے گا۔

احکام سفر

۱۔ جو آدمی جانتا ہی نہیں ہے کہ نماز و روزہ قصر بھی ہوتا ہے وہ اگر غلط بھی پڑھ دے گا تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن جو شخص قصر و ایمان کو جانتا ہے اور اس کے احکام سے ناواقف ہے اس کی غلطی معاف نہ ہوگی بلکہ اسے قضا ادا کرنا پڑے گی۔

بھول کر قصر کی جگی تمام اور تمام کی جگہ قصر پڑھنے والے کا فرض ہے کہ اگر وقت کے اندر یاد آجائے تو دوبارہ پڑھے وقت نکلنے کے بعد قضا کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ قصر و تمام نماز ادا کرنے کا وقت دیکھا جائے گا لہذا اگر وقت آنے کے بعد سفر کیا ہے اور نماز نہیں پڑھی ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر وقت باقی رہتے ہوئے سفر سے گھر آگیا ہے تو پوری پڑھے گا۔

۳۔ مسجد کوفہ میں اور روضہ حضرت امام حسین علیہ السلام میں ضریح کے نزدیک اور پورے شہر مدینہ اور مکہ میں مسافر کو اختیار رہے کہ نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔ ان مقامات کے علاوہ کسی اور جگہ کے لئے یہ اختیار نہیں ہے۔

سوالات :

۱۔ نماز کتنی مسافت کے بعد قصر ہوتی ہے ؟

۲۔ قصر کے شرائط کیا ہیں ؟

۳۔ حد ترخص کے کیا معنی ہیں ؟

۴۔ کس جگہ قصر اور تمام دونوں کا اختیار ہے ؟

اخلاق

۱۔ اصلاح نفس

۲۔ اصلاح معاشرہ

تیسواں سبق

توفیق

ہم اپنی زندگی میں صبح و شام اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں کہ فلاں شخص کو خدا نے نیکی کی توفیق دی ہے اور فلاں کو توفیق نہیں دی۔

اگر اللہ توفیق دیدے تو ہم ایک مسجد بنوا دیں، ایک امامباڑہ تعمیر کرا دیں، ایک ہسپتال قائم کرا دیں، دریا پر ایک پل تیار کرا دیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس توفیق کا مطلب کیا ہے۔

توفیق کے معنی ہیں نیکی کے لئے حالات پیدا کر دینا اور اس کے سامان فراہم کر دینا۔ پروردگار عالم جب کسی بندے کے کسی عمل سے خوش ہو جاتا ہے تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کے سامان فراہم کر دیتا ہے اور اسی کا نام توفیق ہے۔

یہ شکایت کرنا غلط ہے کہ خدا نے ہمیں نماز پڑھنے کی توفیق نہیں دی یا روزہ رکھنے کی توفیق نہیں دی۔ یہ خداوند عالم پر بہت بڑا بہتان ہے۔ وہ ہر بندے کو ہر وقت توفیق دینے کے لئے تیار ہے۔ شرط یہ ہے کہ بندہ اپنے کو توفیق حاصل کرنے کے لائق بنا لے۔

غلطی پر اڑا رہنے والا آدمی کبھی توفیق کے لائق نہیں ہوتا اور اللہ اس سے اپنی توفیق کو چھین لیتا ہے اس کی غلطیوں کی ساری ذمہ داری اسی کے سر ہوتی ہے خدا پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

سوالات:

۱۔ توفیق کیا ہے؟۲

۔ توفیق کب ملتی ہے؟

۳۔ بعض لوگوں کو توفیق کیوں نہیں ملتی؟

اکتیسواں سبق

خلوص

پروردگار عالم نے انسان کو پیدا کر کے اپنے اعمال میں آزاد بنا دیا ہے۔ اسے اختیار ہے چاہے نیکی کے راستے پر چلے یا برائی کے راستے پر لیکن یہ بتا دیا ہے کہ اگر نیکی کے راستے پر چلنا ہے تو خلوص سے چلنا ہاگا اپنے دل کی تسکین یا دنیا کو دکھانے کے لئے نیکی کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ہمارے مولیٰ اور آقا حضرت علی علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ جنگ خندق میں جب اپنے دشمن عمرو بن عبدود کے سینے پر سوار ہو گئے تو اُس نے آپ کی طرف تھوک دیا۔ آپ اس کے سینے سے اُتر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر کاٹا تو لوگوں نے شکایت کی یا علیؑ اتنا اچھا موقع پانے کے بعد آپ نے دشمن کو کیوں چھوڑ دیا۔ اگر وہ اٹھ کر بھاگ جاتا تو آپ کیا کرتے ؟

آپ نے فرمایا اُس نے میری شان میں بے ادبی کی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ غصہ دلانے والی چیز ہے اب اگر میں سر کاٹ لیتا تو اللہ کی مرضی میں میرا غصہ بھی شامل سمجھ لیا جاتا۔ اس لئے میں دشمن کے سینے سے اُتر آیا کہ جو کام ہو وہ صرف اللہ کے لئے ہو اس میں بندوں کی کوئی پسند یا ناپسند شامل نہ ہو۔

عمل کے اسی طریقہ کا نام خلوص ہے۔ پروردگار عالم عمل میں خلوص ہی کو پسند کرتا ہے۔ جس کا جتنا خلوص ہوتا ہے اسے اعمال پر اتنا ہی ثواب ملتا ہے وہ سیکڑوں رکعت نماز ہزاروں فقیروں کی امداد نہیں دیکھتا بلکہ دل کے خلوص کو دیکھتا ہے۔ خلوص ہے تو یہ سب لائق ثواب ہے اور خلوص نہیں ہے تو سب بیکار ہے۔

سوالات :

۱۔ خلوص کیا ہے ؟

۲۔ بغیر خلوص عمل کا کیا انجام ہوتا ہے ؟

۳۔ کسی پر خلوص عمل کی مثال دو ؟

بتیسواں سبق

اچھی زندگی

ہمارے مذہب نے اپنے ماننے والوں کو سب سے بڑی تعلیم یہ دی ہے کہ انھیں اس دنیا میں اچھی اور پاکیزہ زندگی گزارنا چاہیئے۔ اچھی زندگی گزارنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو باتیں انسان کے ذمہ ہیں انھیں ادا کرے جن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے ان کے نزدیک نہ جائے۔ کدا کے حقوق کا بھی خیال رکھے اور انسانوں کے حقوق کا بھی۔

رسولؐ کریم نے رسالت کے اعلان کے ساتھ ہی یہ بتا دیا تھا کہ میں دنیا کو نیک کردار سکھانے کے لئے آیا ہوں جس نے نیک کردار نہیں سکھایا اس کو اسلام سے کچھ نہیں ملا۔

اسی کردار کے سدھار کے لئے اسلام نے چھوٹی بڑی برائیوں کی فہرست بتا دی تاکہ انسان ان برائیوں سے پرہیز کرے اور اپنی زندگی کو پاکیزہ بنا کر گزارے۔ انھیں چھوٹی بڑی برائیوں کا نام گناہ کبیرہ و صغیرہ ہے۔ گناہ صغیرہ وہ گناہ ہے جس پر جہنم کا عذاب رکھا گیا ہے۔ گناہ کبیرہ میں چند باتیں ہیں جن سے بچنا ہم سب کا فرض ہے تاکہ ہم اچھی زندگی گزار سکیں اور ہماری وجہ سے کسی دوسرے بندہ خدا کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

۱۔ کسی کو خدا کا شریک بنانا۔ ۲۔ ناحق قتل کرنا۔ ۳۔ یتیموں کا مال کھانا۔ ۴۔ زنا کرنا ۔ ۵۔ والدین کی نافرمانی کرنا ۔ ۶۔ سود لینا ۔۷۔ جھوٹی قسم کھانا ۔ ۸۔ شراب پینا ۔ ۹۔ جوا کھیلنا ۔ ۱۰ ۔ بدکاری کرنا ۔ ۱۱ ۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا ۔ ۱۲ ۔ خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا ۔ ۱۳ ۔ گانا بجانا ۔ ۱۴ ۔ غیبت کرنا ۔ ۱۵ ۔ جھوٹ بولنا ۔ ۱۶ ۔ مردار کا گوشت کھانا ۔ ۱۷ ۔ ستار، طمبورہ باجہ وغیرہ میں مشغول رہنا۔ ۱۸ ۔ رشوت لینا۔ ۱۹ ۔ ظالم کی مدد کرنا۔ ۲۰۔ چوری کرنا ۔ ۲۱ ۔ غریبوں سے اچھا سلوک نہ کرنا۔ ۲۲۔ پیشاب کی نجاست سے نہ بچنا۔ ۲۳۔ ایسا کام کرنا جس کام کر کرنے والے کو ماں باپ کو لوگ گالی دیں ۔ ۲۴۔ خدائی فیصلوں پر اعتراض کرنا۔ ۲۵۔ غرور و تکبر کرنا۔ ۲۶۔ مہمان کو تکلیف پہونچنا۔ ۲۷۔ اہل و عیال کی خبر نہ لینا۔ ۲۸۔ شراب پینے کی جگہ پر بیٹھنا۔ ۲۹۔ گالی بکنا ، فحش باتیں کرنا۔ ۳۰۔ نجس یا حرام چیزیں کھانا وغیرہ۔

تینتیسواں سبق

ذوالعشیرہ کا واقعہ

جب پروردگار عالم نے رسولؐ خدا کو کھل کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ اسے رسولؐ سب سے پہلے قریبی رشتہ داروں میں تبلیغ کیجیئے تو حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا نے خاندان عبد المطلبؑ کے تمام مردوں کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ میرے چچازاد بھائی محمد مصطفیٰؐ نے تم کو دعوت میں بلایا ہے۔ دوسرے دن چالیس آدمی حضرت کے پاس آئے۔ آپ نے پہلے سب کو کھانا کھلایا اور کھانے کے بعد تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ لیکن ابو لہب کے بھڑکانے پر تمام لوگ تقریر سنے بغیر چلے گئے ۔آپ نے حضرت علیؑ کو بھیج کر دوسرے دن پھر سب کو بلایا اور پہلے کھانا کھلایا پھر سب کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ہدایت کے کاموں میں میری مدد کرنے پر تیار ہے۔ جو شخص میری مدد کرے گا وہ میرا بھائی، وصی، وزیر اور خلیفہ ہوگا اور لوگوں پر میری طرف سے حاکم ہوگا۔

حضرت علیؑ فوراً کھڑے ہوگئے اور آپ نے رسولؐ خدا کی مدد کا وعدہ کیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا چونکہ علیؑ نے میری مدد کا وعدہ کیا ہے لہذا یہ میرے بھائی، وصی، وزیر اور خلیفہ ہیں اور میری طرف سے م لوگوں پر حاکم ہیں۔ ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

اس واقعہ کا نام دعوت ذوالعشیرہ ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو تبلیغ کے پہلے دن ہی اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور سب لوگوں پر آپ کی اطاعت واجب کر دی تھی۔

سوالات:

۱۔ ذوالعشیرہ کا واقعہ بتاؤ ؟

۲ مجمع کس کے بھڑکانے پر تقریر سنے بغیر چلا گیا تھا ؟

۳۔ دعوت ذوالعشیرہ میں رسولؐ خدا نے کس کو اپنا جانشین بنایا ؟

چونتیسواں سبق

غدیر خم

پیغمبرؐ اسلام کی زندگی کا آخری زمانہ ہے۔ آپ آخری حج کے لئے مکہ معظمہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ خبر عام ہو چکی ہے۔ دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان اللہ کے گھر کا طواف کرنے اور حضور کی زیارت کے شوق میں جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔

حج کا وقت آتے آتے مکہ معظمہ میں لاکھوں مسلمان جمع ہو گئے اور حضورؐ کے ساتھ حج کے اعمال بجا لائے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضورؐ نے مدینہ کا رخ کیا۔ مسلمانوں کے قافلے آپ کے ساتھ چلے۔ ہر دل میں شوق ہے کہ جتنا وقت بھی حضورؐ کی خدمت میں گزر جائے اپنی خوش قسمتی ہے۔

چلتے چلتے قافلہ غدیر خم کے چوراہے پر پہونچ گیا جہاں سے قافلوں کے رستے الگ الگ ہو جاتے تھے۔ مسلمان اپنے اپنے راستہ جانا ہی چاہتے تھے کہ جبرئیل امین خدا کا پیغام لے کر حضورؐ کی خدمت میں پہونچ گئے۔ "میری رسولؐ اُس پیغام کو پہونچا دو جو ہم پہلے تمہیں بتا چکے ہیں اور اگر یہ پیغام تم نے نہیں پہونچایا تو گویا رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ میرے رسولؐ! پیغام کے پہونچانے میں گھبرانا نہیں ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار ہیں"۔

یہ حکم سنتے ہی حضورؐ نے قافلہ کو رکنے کا حکم دیا۔ جو مسلمان آگے بڑھ گئے تھے وہ واپس بلائے گئے جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ یہاں تک کہ سوا لاکھ کلمہ پڑھنے والوں کا مجمع ہا گیا۔ حضورؐ کے حکم سے اونٹوں کے کجاؤوں کا ممبر تیار کیا گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد مجمع سے سوال کیا۔ مسلمانوں بتاؤ۔ کیا میں تمہارا حاکم نہیں ہوں ؟ سارے مجمع نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ حضورؐ ہی ہمارے حاکم ہیں۔ اس اقرار کے بعد حضورؐ نے امیر المومنین علی بن ابطالب علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور فرمایا یاد رکھو جس کا میں حاکم ہوں اس کا یہ علیؑ حاکم ہیں۔"

اس واقعہ کو واقعہ غدیر خم کہا جاتا ہے جو ۱۸/ ذی الحجہ ۱۰ھ سہ کو پیش آیا۔ جس کے بعد حضورؐ صرف دو مہینے دس دن زندہ رہے اور ۲۸/ صفر ۱۱ھ سہ کو رحلت فرمائی۔

سوالات :

۱۔ واقعہ غدیر خم بیان کرو ؟

۲۔ غدیر میں کس چیز کا ممبر بنایا گیا تھا ؟

۳۔ حضورؐ کے انتقال کی تاریخ اور سن بتاؤ ؟

فہرست

معلمؔ کے لئے ہدایت ۴

پہلا سبق ۵

ضرورت مذہب ۵

سوالات: ۵

دوسرا سبق ۶

کیا خدا نہیں ہے؟ ۶

سوالات: ۶

تیسرا سبق ۷

اگر دو خدا ہوتے ۷

سوالات: ۷

چوتھا سبق ۸

غیب پر ایمان ۸

سوالات: ۹

پانچواں سبق ۱۰

توکل ۱۰

سوالات: ۱۱

چھٹا سبق ۱۲

عدل ۱۲

سوالات: ۱۳

ساتواں سبق ۱۴
نبوت ۱۴
سوالات: ۱۵
آٹھواں سبق ۱۶
نبی کے اوصاف ۱۶
سوالات:ؒ ۱۶
نواں سبق ۱۷
نبی کی پہچان ۱۷
سوالات: ۱۸
دسواں سبق ۱۹
ہمارے آخری نبیؐ ۱۹
سوالات: ۲۱
گیارہواں سبق ۲۲
عصمت ۲۲
سوالات: ۲۲
بارہواں سبق ۲۳
چودہ معصومؑ ۲۳
سوالات: ۲۴
تیرہواں سبق ۲۵
امامت ۲۵

سوالات :.. ۲۶
چودھواں سبق ۲۷
امام کا ہونا ضروری ہے.. ۲۷
سوالات :.. ۳۰
پندرہواں سبق ۳۱
دنیا کا آخری انجام.. ۳۱
قیامت کی علامتیں : ۳۱
سوالات :.. ۳۱
فروع دین... ۳۲
سولہواں سبق.. ۳۲
نماز.. ۳۲
ہمارا فریضہ :۔ ۳۲
سوالات :.. ۳۳
سترہواں سبق ۳۴
معصومینؑ کی نمازیں ۳۴
نبی کی نماز :۔ ۳۴
پہلے امامؑ کی نماز :۔.. ۳۴
تیسرے امامؑ کی نماز :۔.. ۳۴
چوتھے امامؑ کی نماز :۔... ۳۵
نماز کی شان :۔ ۳۵

سوالات : ۳۶
اٹھارہواں سبق.. ۳۷
واجب نمازیں ۳۷
شرائط نماز.. ۳۸
سوالات : ۳۸
انیسواں سبق ۳۹
قبلہ.. ۳۹
سوالات : ۳۹
بیسواں سبق.. ۴۰
لباس ۴۰
سوالات : ۴۱
اکیسواں سبق.. ۴۲
مکان.. ۴۲
سوالات : ۴۳
بائیسواں سبق.. ۴۴
اذان و اقامت ۴۴
سوالات : ۴۵
تئیسواں سبق ۴۶
واجبات نماز.. ۴۶
نیت : ۴۶

تکبیرۃ الاحرام ۔ ۴۶
قیام۔ ۴۶
سجدہ ۔ ۴۷
تشہد ۔ ۴۸
سلام ۔ ۴۸
ترتیب ۔ ۴۸
موالات ۔ ۴۸
قنوت ۔ ۴۸
سوالات : ۴۸
چوبیسواں سبق ۴۹
مبطلات نماز ۴۹
تنبیہ ۔ ۵۲
سوالات : ۵۲
پچیسواں سبق ۵۳
آداب ذکر و قرائت ۵۳
سوالات : ۵۳
چھبیسواں سبق ۵۴
نماز قضا ۵۴
سوالات : ۵۵
ستائیسواں سبق ۵۶

نماز کی غلطیاں ۵۶
بھول ۵۶
سجدہ سہو چھ اسباب سے واجب ہوگا۔ ۵۷
سجدہ سہو کی ترکیب ۵۷
شک ۵۸
نماز احتیاط ٦٠
سوالات: ٦٠
اٹھئیسواں سبق ٦١
نماز جماعت ٦١
شرائط جماعت ٦٣
شرائط پیشنماز ٦۴
احکام جماعت ٦۵
سوالات: ٦٦
انتیسواں سبق ٦۷
نماز قصر ٦۷
احکام سفر ٦۹
سوالات: ٦۹
اخلاق ۷٠
۱۔ اصلاح نفس ۷٠
۲۔ اصلاح معاشرہ ۷٠

تیسواں سبق ۷۱
توفیق ۷۱
سوالات : ۷۱
اکتیسواں سبق ۷۲
خلوص ۷۲
سوالات : ۷۲
بتیسواں سبق ۷۳
اچھی زندگی ۷۳
تینتیسواں سبق ۷۴
ذوالعشیرہ کا واقعہ ۷۴
سوالات : ۷۴
چونتیسواں سبق ۷۵
غدیر خم ۷۵
سوالات : ۷۶
فہرست ۷۷